حکایات شیخ چلی
مولفہ
منشی محمد سجاد حسین
حسب فرمائش بہادر پرشاد صاحب
باہتمام پنڈت کشن پرشاد صاحب
بار اول ۱۰۰۰ جلد
برادران پریس
لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہندوستانیوں مین ایجاد کا مادہ ہی نہین - غلط ؟ تقلید اور نقل مین کمال ہے
نیم غلط !! پہلی بات اس لیے غلط کہ ہمارے اسلاف بڑی بڑی باتون کے موجد
ہوے ہین ! دعوے بے دلیل بھی کبھی ثابت تسلیم کیا ہے !! دوسری بات نیم غلط
یون ہوئی کہ ہمنے تقلید اور نقل مین ضرورت سے بے ضرورت کا کبھی بھول کے بھی
لحاظ نہین کیا -

ایک میرے عنایت فرما چھچہ کانٹے سے شریفہ کھاتے تھے ایک اور جنٹلمین
کے خاصہ پر صرف دال روٹی کے ساتھ چھری کانٹا ضرور میز پر لگایا جاتا تھا
چھری زنگ آلود - کانٹا میلا - سیاہ - ایک برہمن عنایت فرما کو میز پر
لکھنے کا شوق تھا - مگر بجٹ مین میز خریدنے کی گنجایش کہین سے نہ نکلی - تو
چیڑ کا صندوق اُلٹ لیا اور دھوتی اڑھادی - سامان آرایش مین ایک
بیل کی گنٹی (کال بل) دو عدد لوہے کے قلم - اور بہت سیاھی پیئے ہوے
جاذب کا ایک ورق - ہان بھول گیا ایک تاسدانی بھی تھی -

ایک فیشن ایبل افسر نے یورپین معاشرت مین کمال سلیقہ حاصل کر لیا
تھا مگر رنگ کالا تھا اور بہت کالا - ہر طرح کے صابن نے جب جواب دیا تو
بیچارے مہینون بلکہ برسون آدھا پیٹ کھانا کھاتے رہے - تاکہ نقاہت سے چہرے

پر کچھ تو زردی آجائے۔

لباس مین جسقدر تقلید کی مٹی پلید ہوئی ہے اسکا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ گرمیون مین ڈبل ٹوئیڈ کا کوٹ پتلون پہنا اور سر پر لگائی ہیٹ۔ بس کئی آدمی سٹری ہو گئے۔ دماغ پر انجرے پیچڑھ جانا دنگی نہین ہے۔

اس سے بھی بڑھکے کچھ گھڑے کی جو چڑھتی ہے تو پشت تا معقون پر اتارے ہو گئے۔ بیویون کو باہر نکالو۔ بہنون کو یارون[1] کے ساتھ پبلک گارڈن جانے دو بیٹیون کو دوستون کے ساتھ تھیٹر بھیجدو اور پھر دیکھو کیسا بھیڑون ناچتا ہے تہذیب اور تقلیدی تہذیب کا اس سے زیادہ کھرا مال ولایت سے آج تک ہندوستان مین ایک نہین آیا۔

حسن معاشرت کی تقلید اور نقل تو یون ہوئی۔ لیاقت کے دریا الگ بہا دئے گئے یورپ مین نیچرل شاعری ہے ہمنے بھی مدار کے درخت اور دہاتی دوشیزہ لڑکی اور برسات کا خاک نیچرل نظم کیا ہے۔ بس عین مین مدار کا درخت سامنے کھڑا ہے۔ اور دوشیزہ لڑکی گوبر کی ٹوکری لارہی ہے اور بانی تو برس جانے مین گفتگو ہی نہین۔

زری اور گرمی چڑھی تو ناول لکھے اور اتنے لکھے اتنے لکھے۔ کہ ابکی انگیٹھیان سلگین۔ اور بنیساری جدانو شجان فرمائین تب بھی دو چار کرور برس تک چکنے والے نہین۔

ناول کے ساتھ سوانحمریون کا ئیم جو چھوٹتا ہی تو مجہول سے مجہول اور گمنام سے گمنام آدمی کو بھی نہ چھوڑا۔

مین نے کہا کہ یورپی معاشرت کا تو مجھے سلیقہ قیامت تک نہ آئے گا۔ مگر لکھا پڑھا ہون۔ بس کچھ مضامین اخبارون مین دے ڈیلے۔ نیچرل نظم مین اخبار اودھ پنچ مین شایع ہو چکی ہے۔ ایک ناول لکھڈالا جسکو نشتر کہتے ہین۔

سوانحمری کی کسر تھی مگر کوئی ڈھب پر نہ چڑھتا تھا۔

جتنے والسرائے آئے گم انکے کسی کو چھین کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ نصیر الدین حیدر والی

[1] مطلب یہ کہ اپنے یارون کے ساتھ۔ خدانخواستہ انکے یار کہان سے آئے۔

ڈھنیاتھری کا طرز انداز زندگی کچھ زیادہ اچھا نہ معلوم ہوا - ملا دوپیازہ کے حالات ایک اور ہی صاحب لے اوڑے - تان سین خدا جانے تھا بھی یا فرضی نام ہو - سوراداس کا چیکارہ بارہا سنا مگر اُسکی زندگی اور خاندانی خصوصیات پر آجتک پردہ پڑا رہا - دکن میں ترسو نام کا ایک آسیب ہی جو سارے گھروں میں سنڈ زا یا منڈ لایا پھرتا ہی اور بلا مبالغہ ہر گھر مین وہ کچھ نہ کچھ تکلیف پہونچاتا رہتا ہے - مگر بدقسمتی سے اسکی اتنی حقیقت بھی نہ دریافت ہو سکی جتنی شیخ سدو کی -

الغرض مین نے راس کماری سے ہمالیہ کی چوٹیوں تک اور خلیج بنگالہ سے بحر عرب تک چپہ چپہ ڈھونڈھ مارا - کوئی نہ ملا جسکی سوانح عمری لکھتا - یورپ مین آلو فروش اور سور چرانے والے بہت دور ہین وہان کون جائے -

بڑا دلگیر ہوا کہ یہ تو بہت بُری ہوئی ہماری نقالی مین بٹہ ہی لگا جاتا ہے کیا منھ دکھائین گے انگریزون کو -

خدا کا شکر ہے کہ ہیرو ملا - اور لاجواب ملا - نامور - ذہین - عقیل - فخر روزگار خاندانی - موجد - فلسفی - حکیم - شاعر - تمام خوبیون اور بلند نامیون کا ایجن - مخزن جس گھڑی "شیخ چلی" کا نام ذہن مین آیا شادی مرگ کے قریب ہوگیا مگر ساتھ ہی ایک خیال اور آیا کہ جیسے کوئی چیز ہاتھ سے گر جاتی ہے - وہ یہ کہ ایسے نامور دانشمند کے ساتھ ایشیا والون نے اگر غفلت کیا ہو تو یورپ والون نے کب چھوڑا ہوگا - یہ شخص تو اُنکے ڈھب کا تھا - اُسکے تجربات - اسکی قوت ایجاد انتقالات ذہنی سریع الفہمی - طباعی - نازک خیالی - لطافت طبعی سے سارے یورپ کو فائدہ پہونچنے کی توقع کیجا سکتی ہے - اس بدگمانی نے مجھے پچھاڑ لیا - اور سر دھو کے رہ گیا - انگریزی آتی نہین کہ خود دیکھ لون - ایک لائق انگریزی دان دوست سے قسم دے کے پوچھا اور خدا اُسکا بھلا کرے کہ مجھے اطمینان دلا دیا کہ شیخ کے حالات کسی اہل یورپ نے نہین لکھے ہین - جان آئی اور گویا لاکھون پائے -

میرے نزدیک اس دانشمند روزگار معنی آفرین شخص کے ساتھ اہل زمانہ نے واقعی بڑی بے مروتی اور بے انصافی کی ہے - غضب خدا کا آجتک اسکے

حالات زندگی لکھنے کی طرف کسی نے توجہ تک نہ کی - بلکہ چند مشہور مہمل نقلین جو یقیناً اتہام اور بہتان سے بھری ہین - اسکی طرف منسوب کیجاتی ہین - حالانکہ اسکا رتبہ اُن حکایتون سے کہین بلند تر تھا اور اُسکے کارنامے اہل روزگار کے لیے دستور العمل قرار پانے کے قابل ہین -

شیخ چلی اپنے زمانے مین مشہور و معروف شخص تھا - افسوس اتنا ہی گمنامی کے غار مین پڑا ہوا ہے - اسکی سوانحعمری تو الگ رہی - پیدائش اور موت کی صحیح تاریخ کوئی نہین بتا سکتا - اور یہ صرف اہل زمانہ کی بے مروتی بے توجہی کا باعث ہے - ہر چند دنیا کے بہت سے نامور اسی طرح طاق نسیان پر بٹھا دیے گئے اور ان کے تاریخی واقعات کرورون آدمیون مین ایک بھی نہین جانتا - چنانچہ جو سلوک شیخ کے ساتھ کیا گیا وہی لارڈ بجھکڑ سے ہوا - ایشیائی مصنفین صرف اس عذر پر کہ اُنکے یہان اس قسم کی سوانحعمریان لکھنے کا دستور ہی نہ تھا - کسی قدر معاف ہو سکتے ہین - مگر اہل یورپ سے ہمیشہ یہ شکایت رہے گی کہ اُنھون نے کیون ایسے نامور آدمی کیطرف توجہ نہ فرمائی - کوئی بات سمجھ مین نہین آتی - بجز اسکے کہ یہ فخر اس ناچیز کے حصہ مین تھا - ؎

این کار من ست و کار کس نیست
اندازہ اختیار کس نیست

مین نے شیخ کے حالات جمع کرنے مین معمولی سامانون پر نہ بھروسا کیا - نہ اوسکی ضرورت سمجھی - بلکہ جہانتک میرے امکان مین تھا واقعات کی ترتیب محض تنقید اور درایت پر رکھی ہی - روایت سے جسقدر کام چل سکا وہ بہت تھوڑا تھا اور لازم اور لازم ہوگیا کہ ایسی مہمل روائتون پر درایت کی روشنی ڈالی جائے -

الغرض حتی الامکان مین نے اسکے حالات زندگی کے ہر پہلو کو لیا ہی اور جہانتک بن پڑا خاصی داد تحقیق دی ہے - با اینہمہ مجھے اطمینان نہین کہ کل حالات مین دریافت کرسکا - اور یہ محال بھی ہی اتنے بڑے آدمی کے حالات زندگی اسقدر مختصر ہو نہین سکتے اور محال عقل ہی کہ اسکے کارنامے سب کے سب محفوظ اور قلمبند ہو سکین - تاہم جو کچھ ہے غنیمت ہی - اور اہل روزگار کے لیے ایک مکمل دستور العمل ضرور سمجھنا چاہیئے

اور مجھے کبھی اسقدر ناز و فخر کا موقع نہ ملا ہوگا۔ جیسا اس سوانح مفید کی ترتیب سے ہوا۔ یہ گنج شائیگان ملک اور قوم کے لیے میری طرف سے مفت نذر ہے۔ سہ

صد شکر کہ این نگارخانہ　　بگرفت نگار جاودانہ

بس رنگ بروبہار بستم　　کین غنچہ بخون نگار بستم

بانگ قلمم درین شب تار　　بس فتنۂ خفتہ کرد بیدار

از ہرچہ گذشت روے برتاب　　دین بادہ سرگذشت درباب

خورشید گوست اندرین کار　　من بودم و شمع ہر دو بیدار

مہ بخت ز خردہ کاری ژرف　　از صبح ستارہ و ز من حرف

دارم ز قلم بہ غیب راہے　　کوے بہ شگفتہ زیر کاہے

این خط کہ دہد بہ نور مایہ　　از کلک منست نیم سایہ

ہر معنی ازو چو آب در جوے　　ہر نکتہ درو چو آب در جوے

صد سحر و فسون بہ تار بستم　　کاین نقش بروے کار بستم

ترکیب طلسم خوانیم ہین　　این خدمت جاودانیم بین

صد دیدہ بورطۂ دل افتاد　　کین موج گہر بساحل افتاد

دکان ہنر بہ چین کشودم　　سامان سخن چنین نمودم

بگداختہ آبگینۂ دل　　آئینہ وہم بدست محفل

بگداختہ ام دل و زبان را　　کین نقش نمودہ ام جہان را

آتشکدہ ہا گداز دادم　　کین شعلہ بستہ باز دادم

آنم کہ بہ سحرکاری ژرف　　از شعلہ تراش کردہ ام برف

افشاندہ ہزار در نایاب　　در دامن موج جیب گرداب

کلکم ز سر بلند نامی　　طغرا کش قادر الکلامی

بکشود کلید آسمانی　　بر فکرت من در معانی

دارد قلمم بہ نکتہ سازی　　چون مغبچگان شرارہ بازی

تا این گل تازہ نقش بستم　　در دست خسان قلم شکستم

طرز دگران وداع کردم　　طرز دگر اختراع کردم

نادان کند فسانہ خوانی | بازیچہ شمار این معانی
ایزد چو نہفت در دلم راز | کے این گرہ از خسان شود باز
کس را قدم سلوک من نیست | این کار دست کار تن نیست
روبہ منشان بمن چہ دارند | پیشانی شیر راچہ خارند
من سیر نظر ز خوان قدسم | نعمت خور دودمان قدسم
با عیسی جان صبوح کردم | دریوزۂ عمر نوح کردم
بس گرد شرر ز سینہ رفتم | کین لعل بنوک آہ سفتم
الماس بدشنہ تاب دادم | یاقوت بشعلہ آب دادم
از خامہ ہزار دام بستم | بر کبک رہ خرام بستم
نشتر برگ قلم شکستم | کین نقش بہفت پردہ بستم

چون از نفس من این سخن زاد
خضر آمد و عمر خود بمن داد

نوٹ - مجھے انگریزی نہین آتی - اسلیے درخواست ہی کہ ملک کے لائق اور انگریزی دانون مین کوئی صاحب اس کتاب کو انگریزی مین ضرور ترجمہ فرمائین - تاکہ ہمارے یورپین بھائی اس گرانمایہ سوانح عمری کے فوائد سے محروم نہ رہین دیکھون اس مفید کام کا سہرا شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی کے سر رہتا ہے یا آنریبل مسٹر محمود کے - کوئی ہوس

اسرار معانیم نظر کن | زین گنج بہ مفلسان خبر کن

خاکسار
سجاد حسین نمکخوار - سرکار نظام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

شیخ چلی کا بانی خاندان

شیخ ابو الغنم قراقری خاندان بنی اطول سے شہر طیخوج من مضافات ماوراء النہر کا رہنے والا تھا - جو بھیڑون اور دنبون کا بیوپار کرتا تھا - اس پیشہ مین اوسکو اسقدر دستگاہ اور وقت نظر حاصل ہوگئی تھی کہ نر اور مادہ کو بلا تامل پہچان لیتا تھا - اور بھیڑون کے علم انساب کا پورا ماہر تھا - سو قدم سے وہ یقین کر لیتا تھا کہ یہ دنبہ ہے یا بھیڑ اور یہ بتا دیتا تھا کہ اگر بھیڑ ہے تو اُسکا خاندان یقیناً بھیڑ ہی ہوگا اور دنبہ کا بچہ ممکن نہین کہ دنبہ ہی نہ پیدا ہو - اس بات کے اظہار کی ضرورت نہین کہ زمانہ دراز کی تجارت سے اسکو یہ ملکہ بھی پیدا ہو گیا تھا کہ بھیڑون کے بچون کا صحیح اندازہ وہ کر لیا کرتا تھا کہ دو سے زائد کبھی نہ ہونگے - اور ہمیشہ اسکی بات سچ نکلتی تھی - دنبون کی اون سے وہ کبھی بجز اسکے خیال ہی نہ کر سکا کہ کمبل نہ بُنے جائینگے سال مین ایک بار بھیڑون اور دُنبون کی اون کتروانے مین کبھی اُنسے غلطی نہین کی - اور بلا تامل قریب کی منڈیون مین بھیج کے وہ نفع کثیر حاصل کرنے مین نہین چوکا -

چونکہ وہ بھیڑون کو دنبون پر ہمیشہ فضیلت دیتا تھا جسکی وجہ یہ ہے کہ دنبونکو اُنکی چکتیون کے بار سے چلنے مین ذرا دقت ہوتی ہی اور وہ دور دور مقامات

اون کے بیچانے کو بہت ہی معصیت خیال کرتا تھا - لہذا بار بار اُسنے دُنبون اور نبیون کے
ساتھ مُنڈی ہوئی بھیڑون کے تبادلہ مین پس و پیش نہین کیا اور بھیڑون کو قبول کر لینے
مین اپنی غیر معمولی ذکاوت سے بہت عجلت کی - چونکہ اس تجارت سے بڑھتے
بڑھتے اسکے پاس اپنی ذاتی ملکیت کی بھیڑین بکثرت ہوگئی تھین اور گویا جو سرمایہ
اُسنے پہلے لگایا تھا وہ پورا حاصل ہو کے نفع مین گنی گلے اُسکے یہان موجود ہوگئے تے
اسلیئے اُسکو اپنے نوکرون اور چرواہون کے سالہا سال عملی مشاہدے سے
بھیڑون کا دودھ دوہنا بائین ہاتھ کا کام ہوگیا تھا - اور اُسکا استعمال حکیمانہ قاعدہ
سے وہ کر سکتا تھا یعنی دودھ سے مکھن اور چھاچھ بنوا لینے مین مشاق ہوگیا تھا
اور کچھ بھی نقصان نہ ہونے دیتا - کرنے کی بدیا مشہور ہے - اسی وجہ سے اس
سلیم تجارت مین اسکے تمام نکات اور باریکیون پر علی وجہ الکمال پر اسکو قابو مل گیا
تھا - جو سرمایہ اُسکے پاس نقدی جمع ہوتا اُسکے مصرف کے تدابیر سوچنے مین بھی
اسکی قابلیت کچھ کم نہ تھی - یعنی وہ جاڑون مین بھیڑون کے لیے الگ الگ دڑبے
بنوا دیتا - اور گرمیون مین فوراً انکو کھدواڈالتا تاکہ بھیڑون کو عادت نہ ہوجائے
برسات مین اسکو یہ وقت ضرور ہوئی کہ بے موسم بال کتروا کے کمل بنوا لیتا اور
بھیڑون کے اوپر تان دیتا - اُسکا اپنا ذاتی تجربہ تھا کہ جاڑون مین بھیڑین سکڑ کے
چھوٹی ہوجاتی ہین اور برسات مین پانی سے گھل جاتی ہے اس جید نقصان کو
ایسا باخبر آدمی کب گوارا کر سکتا جبتکی اُسنے دڑبون اور شامیانون سے روک کر لی تھی
غرضکہ وہ اپنے وقت مین یکتا تاجر تھا - یا نہ تھا - مگر اس زمانہ کے لوگون کے لیے تو اسکی
کارنامے بہت بڑے استاد کا کام دیسکتے ہین - اگر ایشیائی گڑریے اور یورپین
سوداگرون کے سوا اگر اسکے چھوٹی چھوٹی روزمرہ قابلیتون پر توجہ کرین تو کچھ شک
نہین کہ بڑے مالدار ہوجایئن -

چونکہ مجھے اصل مین **شیخ چلی** کے حالات بہت تفصیل سے لکھنا ہین اور
وہی نامور فخر روزگار اس کتاب کا ہیرو ہے لہذا مین اوسکے خاندان کے مختصر مختصر
واقعات جلد جلد لکھ کے اُسکو شروع کردونگا -

شیخ اپنی تجارت مین شہرہ آفاق ہو رہا ہے - ملکون ملکون اُسکا نام پھیلا ہوا ہے

عراق عرب سے لیکر اسپین کے بر بری حصہ تک اسکی تجارت کا سلسلہ چلا گیا ہی ادھر
مشرق مین جمنا پار سے کابل کی سرحد اور اس سے داہنے طرف تبت کے مشہور
مقامات تک پہونچا ہی دور دور سے بھیڑیا دھسان خلقت اسکی تجارت کے تجربون کو
سیکھنے آرہی ہے اور افریقہ تک اسکی دساور کی مانگ ہو رہی ہی - یورپ کا ناشائستہ
حصہ جو اسوقت بالکل اندھیرے مین پڑا ہوا تھا اسکی تجارت سے اگر کچھ فائدہ
اُٹھا سکا تو صرف اسی قدر کہ اسکے کارخانہ کے بُنے ہوے کمل تمام یورپ کے
جان بخش تھے اگر شیخ ابوالغنم کے کمل نہ جائین مارے جاڑون کے تمام یورپ
اینٹھ جائے - بیالیس برس کی عمر تک ملک التجار کا کارخانہ بڑی ہی رونق سے
جاری رہا - اور دولت کثیر اسکے پاس جمع ہو گئی - اب شیخ نے شادی کیطرف
توجہ کی ایسے بڑے دولتمند کو دُلھن ملنا کیا دشوار تھا - یونتو سیکڑون قبیلون سے
اُسکے لیے لڑکیان تیار تھین اور جہان چاہتا وہ بلا تردد شادی کر لیتا - کیونکہ صرف
مالداری کی شان ہی اسمین نہ تھی بلکہ اپنے شہر اور قرب وجوار مین اشراف
خاندان سے وہ پیدا ہوا تھا اور جوار کے کل قبیلے بوجہ نسب بھی اسکا احترام
کرتے تھے مگر شیخ کو یہ ضد آپڑی تھی کہ کوئی لڑکی خود مجھپر عاشق ہو اور اپنے مان باپ
سے میرے ساتھ نکاح کی درخواست کرے - گو وہان کے طرز معاشرت مین یہ
کوئی مشکل اور عجیب بات نہ تھی مگر ہمارے شیخ صاحب کچھ ایسے حسین وجمیل
واقع ہوے تھے کہ قبائل عرب کی لڑکیان آپ کے نظارۂ جمال کی تاب ہی نہ لاسکتی
تھین - آنکھ بھر کے دیکھین تو عاشق ہون - جب اسکی نوبت ہی نہ آنے پائے تو
عشق کیسا - اس افتاد نے پانچ برس تک شیخ کو نامراد رکھا - لیکن آخرکار قبیلۂ عقیل
کے شیخ الرئیس ابوالاحوش کی بیٹی سفیہہ نے شیخ ابوالغنم کی ضد کو پورا کیا -
یعنی وہ عاشق ہو کر اپنے مان باپ سے عقد کی خواستگار ہوئی - یہ ایک غیر معمولی
بیاہ تھا - تمام مُلک کے مشہور قبائل شریک ہوے اور سُبہہ گھڑی نیک ساعت
مین نکاح ہو گیا -
سفیہہ کے نامبارک آئے ہوے قدم کو ابھی سال بھر بھی نہ ہوا تھا کہ ملک
مین سخت قحط پڑا اور شیخ ابوالغنم کے اوپر تباہی آئی - یعنی ہزار ہا بھیڑیان

بے آب و دانہ مر گئیں - ہزار ہا گوسفند ون نے جیکھو ڈالا کبھی کلے شیخ نے تنگ ہو کر جنگل میں لاوارث چھوڑ دیے - اور تھوڑے سے گلون کو لیکر مع کسی قدر نقدی کے خود شیخ دشت قبچاق کیطرف چل نکلا - خاتون محل بھی ساتھ تھی نوکر چاکر زیادہ نہین لیے صرف اسی قدر جو بھیڑون کو سنبھال سکیں غرض یہ تھی کہ وہان چارہ بافراط ملے گا - بعد رفع قحط پھر وطن کو لوٹ آوینگے اور بھیڑون کو ترقی دے لین گے مگر خوش قسمتی نے تھوڑے دنون کے لیے رخصت لے لی تھی اور ادبار کو اپنی جگہ چھوڑ گئی تھی یعنی دشت قبچاق مین شیخ کی تمام زندہ اور بیجان دولت قزاقون نے لوٹ لی - اور بیچارہ صرف ایک بیڑی پاؤن مین پہنے ہوے یعنی بی بی کو ساتھ لیے وہان سے غزنی کیطرف چل نکلا شیخ کی جغرافیہ دانی تو صرف ماوراءالنہر ہی پر محدود تھی اسلیے یہ نہین کہا جاسکتا کہ اُسنے غزنی کا قصد کر لیا تھا - بلکہ ملک خدا تنگ کے بھروسے پر ایک طرف منھ اٹھا دیا اور مرتا جیتا غزنی مین پہونچ گیا -

سلطان محمود کا دور سلطنت تھا مسافرین اور معذورین کی خبر گیری کیجاتی تھی شیخ کو بھی اس سے حصہ ملا - اور ایک کاروان سرا مین رہنے لگا -

بھیڑ دن کا خیال شیخ کو آیا ضرور تھا - مگر غزنی کی آب وہوا مین سوقت شیرونکی پیداوار کی زیادہ قابلیت تھی - سو جہ سے وہ اپنے خیالی بھیڑونکو دور ہی دور رکھنا چاہتا تھا - اور اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سلطان تک رسائی ہو جاے تو قزاقون کو پہلے سزا دلواؤن پھر اپنے وطن جانے کی اجازت اور زاد راہ مانگون - اسی دھن مین وہ ایک دن فردوسی کے پاس پہونچ گیا - اور سلام کر کے دشت قبچاق کا ذکر چھیڑ دیا فردوسی شاہ نامہ کے لیے ایسے ایسے سامان کا تلاشی تھا - اُسنے دشت کے حالات پوچھے - شیخ نے قزاقون کی بیدادگری کے ساتھ اپنے معلومات کا ذخیرہ اُگلدیا جو وہان کے سرگردانی کے زمانہ مین حاصل ہوا تھا - فردوسی نے ایاز سے سفارش کردی اور ایاز نے سلطان تک پہونچا دیا - چونکہ سلطان روم مردم شناس بھی تھا اور تیز شیخ نے اپنے واقعات تجارت تفصیل سے بیان کیے لہذا بھیڑونکی داروغگی شیخ کو ملگئی گو اسنے وطن جانے کی کئی بار درخواست کی - مگر قبول نہ ہوئی - ناچار اسی پر قناعت کی اور بال منڈوانے مین کمال دکھانے لگا -

سلطان کو ہندوستان پر بارھواں حملہ کرنا تھا ۔ ۴۱۸ھ میں (۱۰۲۵ع) قصد سے فوج لیکر غزنی سے چلا ۔ شیخ بھی ہمراہ ہولیا مگر یہ نہیں معلوم کسطرح بہرحال ہندوستانکو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی ۔ سفیہہ بھی ساتھ تھی اسکی ہمراہی سے شیخ کو کچھ اذیت نہین ہوئی ۔ کیونکہ دونون کے اخلاق اور عادات مین خلقی موافقت تھی ۔ سلطان نے سومنات فتح کرلیا اور لوٹ گیا ۔ مگر شیخ نے ہمت ہاردی اور ہندوستان مین رہ پڑے ۔

بدایون کے پاس ایک قصبہ تھا چلیہ وہان سلطان نے تھوڑی سی جاگیر بطور آل تمغا شیخ کے نام مقرر کردی ۔ اور شیخ بی بی کے اسی قصبہ مین رہنے لگے ۔

باب دوم

شیخ چلّی کی پیدایش

شیخ النغم کا سلسلہ توالد وتناسل جاری ہوا اور بڑھتے بڑھتے ایک اچھا خاندان ہوگیا ۔ سالہاے دراز کی پیداوار سے اس خاندان کو روزافزون ترقی ہوتی گئی ۔ آخر شیخ النغم کی ساتوین پشت مین شیخ ملھو ایک ذی لیاقت اور تیز فہم شخص ہوا جسکی شادی اسکی چچازاد بہن بی بی حمیقہ کے ساتھ ہوئی ۔ چونکہ جاگیر مین بہت سے حصہ بخرے ہوگئے تھے لہذا شیخ ملھو کچھ زیادہ خوشحال نہ تھا ۔ تاہم وہ اپنی ذاتی محنت اور زراعت سے ایک اعتدال کے ساتھ بسر کرتا تھا ۔ اور بڑی بات یہ تھی کہ سامان معاشرت اسقدر وسیع نہ تھے جس سے اسراف کی نوبت آئے بہرحال وہ روٹی دال سے خوش تھا اور اپنی محبوبہ بی بی کے ساتھ بسر کرتا تھا ۔ ۹۵۱ھ ہجری مین شیخ ملھو کے یہان بیٹا پیدا ہوا ۔ چونکہ زمیندار تھا اور یہ لڑکا بڑی منت مراد سے نکلا تھا ۔ شیخ نے بڑی دھوم دھام کی اور پانچوین دن شیخ چلّی قصبہ چلیہ کی مناسبت سے نام رکھا ۔

ولادت کے وقت اس نامی مولود نے یہ جدت کی کہ ٹانگین اوپر اٹھا دین اب ہزار جھکاتے ہین نہین جھکتین ۔ خیال ہوا کہ شاید گھٹنون مین خفلی کا جوڑ نہین ہے

مگر ٹوٹنے سے کوئی نقصان نہین پایا گیا - دیر تک یہ حالت رہی اسکے بعد آپ روپے اور ٹانگین سیدھی کر دین - گو یہ ایک اتفاق بات تھی اسی وقت کا پیدا ہوا بچہ کسی ارادے پر قادر نہین ہو سکتا - مگر ادیبوں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا کہ بچہ آسمان کو گرتا ہوا سمجھ کے اپنے پاؤن پر روکنا چاہتا تھا - زمانہ شیر خوارگی کے واقعات ہی کیا ہونگے جنکو ہم لکھین اور جو کچھ ہونگے وہ اُسکے افعال ارادی تو ہو نہین سکتے اسلیے ہم بجز اسکے کہ اسکو چھوڑ دین چارہ ہی نہین ہے - البتہ بہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ جب وہ دودھ پیتے تھے آپ بے انتہا رویا کرتے تھے ادھر ماں نے منہ سے چھاتی ہٹائی کہ خوش ہو گئے - قلقاریان مارنے لگے شیخ ملھو اپنے تجربات کے بھروسے پر بہت غور کیا کرتے - اور بھیڑون کے بچے کے دودھ پینے کے طریقہ سے بھی اسکو ملا کے دیکھا مگر اسکی علت اسکے سمجھ مین بھی نہ آئی حمیقہ کا تو یہ مشغلہ ہو گیا تھا کہ جب تماشا دیکھنے کو جی چاہتا دودھ پلانے لگتی - طرفہ یہ تھی کہ سب بچون کی طرح دودھ پینے مین ہمارے شیخ چلی صاحب حریص تھے - اور اسی طرح ہمک ہمک کے چٹخارے لیتے تھے مگر ساتھ ہی روتے بھی جاتے تھے -

سوا دو برس تک خوب رو رو اور مچل مچل کے دودھ پیا - اسکے بعد بڑھا گیا ایلوے اور نیم کی پتی سے تو اُنھون نے سلامتی سے کبھی منھ نہین موڑا - مگر عقیلہ جوجو کے نام سے بوٹی کانپتی تھی - دودھ تو درکنار اُسکا نام سُن کے وہ پہردن آنکھین نہ کھولتے - اور ماں کو ٹٹول ٹٹول کے ڈھونڈھ لیتے -

شیخ چلی چار سال چار مہینے کے بعد بسم اللہ کے لیے مستعد کیا گیا - اللہ آمین امان باوا کے الفاظ کا وہ یون بھی عالم بلکہ حافظ ہو چکا تھا اس رسم مین اُستاد نے بہت سر مارا - ہزار طرح پھسلایا - بہلایا - مگر میرے شیر نے سون جو کھینچی پھر نہ بولنا تھا نہ بولا - شیخ ملھو نے اُستاد کو آخر کار رخصت کر دیا - شیخ کو ماں کے پاس پہونچا دیا - اسکی ماں نے جھٹ پٹ بلائین لے کے پوچھا کیون بیٹا بسم اللہ پڑھ آئے -

شیخ چلی نے گردن کو تین جھٹکے سامنے کیطرف دیے جو اقبال کا اشارہ تھا - مگر منھ سے نہ بولا - اس رسم کے بعد وہ چند روز تک یونہی چھوٹا رہا - اور اپنے ارادے سے جب بھی چاہتا رو لیا کرتا یا ہنستا رہتا - اسکا کھیل بھی سب لڑکون سے جدا تھا یعنی لڑکون کے ساتھ

گرا۔ ساتھ ہی وہ رو کے مچل گیا ۔ والد نے میری محنت برباد کی یہیں سے منھ مین کلی بھر کے پیشاب کرنا چاہا کہ دیکھون منھ کا پانی پیشاب کی راہ سے نکلتا ہے یا نہیں ۔

شیخ چلی آٹھ برس کا ہو گیا ۔ مگر مکتب مین نہ بیٹھا ۔ وہ اپنے ہمجولیون کے ساتھ دنیا کے خارجی امور کا تجربہ حاصل کرنے مین تو بہت سرگرم تھا مگر پڑھنے مین انکا ساتھ کبھی نہیں دیا ۔ چونکہ سلامت روی ہمین اس درجہ پر تھی کہ باپ کو یقین نہ آتا تھا میرا بیٹا ایک غیر معمولی طبیعت کا انسان ہونے والا ہے ۔ یا ایسی وارستہ مزاجی مین بلا کی جدت اور طباعی چھپی ہوئی ہے اسی وجہ سے شیخ ملھو نے اسکے مکتب مین زبردستی بٹھانے کی کوشش نہیں کی ۔

شیخ چلی باغون اور کھیتون کیطرف اکثر نکلتا اور کھلے میدانون مین گھنٹون وہ اس بات کی کوشش کرتا کہ دوڑ کے آسمان کی جھکی ہوئی دیوار کو چھولے ہر بار کی ناکامی سے وہ ایک منٹ کے لیے بھی مایوس نہ ہوا اور ہمت سے یہی باور کر لیتا کہ کل ضرور دیوار تک پہونچ جاؤنگا ۔

وہ اکثر چلتے چلتے یہ خیال کرتا کہ دونون پاؤن ایک ساتھ اُٹھین اور ساتھ ہی زمین پر پڑین تو زیادہ تیزی سے راہ طے ہو ۔ اس امتحان مین وہ دیر تک اُچھلتا اور منھ ہاتھ کی چوٹون کی پروا نہ کرتا ۔ اسکو یقین تھا کہ چند روز مین میرے دونون پاؤن ضرور ساتھ اُٹھنے لگین گے ۔

وہ انتہا کا نازک مزاج اور لطافت پسند تھا ۔ بارہا اُسنے صرف اس لیے کپڑے اُتار کے پھینکدیے کہ میرا جسم بوجھ پڑنے سے کچل نہ جائے ۔ شبرات مین اسکے باپ نے آتشبازی منگوادی ۔ چونکہ برسات کا موسم تھا ۔ چھچھوندرین ۔ پھلجھڑیان ۔ انار وغیرہ سب نمی کیوجہ سے چھوٹتے نہ تھے ۔ شیخ چلی سب گھر والون کی آنکھ بچا کے اپنی طباعی کے جوہر دکھانے چاہے اور ایک بڑی سی پتیلی مین ساری آتشبازی بھر کے چولھے پر چڑھا دی ۔ آنچ تیز کر دی ۔ مطلب یہ تھا کہ اس ترکیب سے آتشبازی سوکھ جائیگی مگر دم بھر مین پتیلی تیز ہوئی اور چھچھوندرون نے زور باندھا ۔ شیخ چلی نے اسکا تدارک پہلے ہی سوچ لیا تھا ۔ گھڑا بھر پانی چھوڑ دیا اور اسطرح اپنی آتشبازی بچالی ۔

اس عمر تک اُسکے جسقدر حالات معلوم ہوئے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ معمولی

طبیعت کا ذکا نہ تھا بلکہ ذکاوت خدا داد سے فوق العادت تھی لیکن اسکی زندگی کے
حصے کی نسبت یہ راستہ قائم کرانے پر مجبور کرتی ہین کہ وہ ایک بڑا مدبر اور موجد
ہونیوالا ہے - اسوجہ سے ہم زیادہ تفصیل سے نہین لکھتے - بلکہ اُسکی کسر اُسکے شباب
اور جوانی کے حالات مین نکلجاے گی - تاہم بعض واقعات جو بالکل اسکی طبعزاد
خاص ہونگے ہم بیان کرتے جائینگے -

تیسرا باب
شیخ چلی کی تعلیم وغیرہ

نوین برس باپنے بہت مجبور کیا اور وہ محلے والی مسجد کے مکتب مین جانے لگا
اپنی لاجواب ذہانت سے بغدادی قاعدے اسنے دسوان برس شروع ہوتے ہوتے
ختم کردیے اُستاد کو اسکے پڑھانے مین کچھ وقت ہی نہ ہوتی تھی - کیونکہ وہ ہر کام عجلت
سے کرتا تھا یعنی دو حرف یکمشت اُستاد اُسکو بتا دیتے تھے اور تین دن مین رٹے رٹے
رٹے رٹے گھٹتے گھٹتے وہ بالکل یاد کرلیتا تھا -
شیخ چلی کے مکتب مین بیٹھنے سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اُستاد کو اتنی سکت ہی نہ رہتی
تھی کہ شیخ چلی کی مرمت کے بعد کسی اور لڑکے کو قمچیان مارنے کا موقع ملتا تھا - لڑکے
تو ہی تھے جو اسکے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور اس لیے اس لو گرفتار سے المنواوریارانہ
پیدا کرنے مین انکو کچھ محنت نہین پڑی - وہ سدھا ہوا انکا ہمجولی تھا - آپس کی شرارتونکو
وہ آسانی کے ساتھ غریب شیخ کے سر تھوپ دیتے کبھی نہ چوکتے اور مولوی صاحب
کی پرسش پر یہ صابر اور متحمل لڑکا بے تکلف اپنا قصور قبول کرلیتا - بلکہ جس بدسلوکی
کی فریاد ہوتی تھی اسی کو عملی طور پر بھی دکھا دیتا کہ مین نے یون منھ چڑھایا تھا یا اسطرح
چپت ماردی تھی - لڑکون کی کتابون اور قلم دوات کے انتظام مین اسنے بڑی دلچسپی
ظاہر کی - ممکن نہ تھا وہ کسی کی کتاب پا جاتا اور دو چار ورق کی تخفیف نہ کردیتا
اُسکا خیال تھا کہ اس ترکیب سے کتاب جلد ختم ہو سکتی ہے اور دوسری کتاب شروع
کرنے کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے - قلمون سے وہ میانجی کے حقہ بھرنے کی
انگیٹھی کو ہمیشہ گرم کردیا کرتا اور نیم سوختہ قلم نکال کے دیتا - اور کہتا بھرنا لو

تختی پر وہ اسطرح مشق کرتا کہ تل بھر سفیدی نہ چھوٹتی - آسان نسخا اسکے ہاتھ آگیا تھا کہ دوات سے صوف نکالا اور تختی کو لیپ دیا - اس کامیابی پر وہ اسقدر خوش ہوتا کہ استاد کو بغیر دکھائے نہ رہتا - جبکا صلہ وہ خوشی سے قبول کرلینے پر ہردم تیار رہتا -

کتب فروش اسکو ہمیشہ دعا دیتے تھے - کیونکہ اسکی وجہ سے نہ صرف اسکا باپ دوسرے چوتھے روز نئی کتاب خرید کرتا اور لڑکے کے ورثا بھی جلد جلد کتابین لینے پر مجبور تھے

اُستاد نے کئی باراسکو عزت کے ساتھ یہ کہہ کے رخصت کر دیا کہ جاؤ تم فاضل ہو گئے مگر وہ علم کا ایسا شوقین تھا کہ تیسرے ہی روز باپ کے ساتھ مکتب مین داخل ہوجاتا - اور پچھلا پڑھا لکھا از سر نو دُہراتا - تاکہ کچھ غلطی نہ رہ جائے -

تمام جہان کے معلم بدخو ترش مزاج ہوا کرتے ہین - اس مکتب کے میاںجی ان صفات مین کسی سے پیچھے نہ تھے اور لونڈون کو بھی بالطبع اُستاد سے عداوت ہوتی ہے اس کلیہ کی بنا پر ایک بار لڑکون نے سازش کی کہ مولوی صاحب کو اونچ کی پھلیون کا مزہ چکھانا چاہیے - بیچارے نے عمر بھر مین دیکھی نہ ہونگی اس مشورے مین شیخ چلی صاحب بھی شریک تھے - گو سب لڑکون سے انکی رائے مختلف تھی یعنی انکی صلاح تھی کہ پھلیون کو استنجے کے ڈھیلون پر نہ ملنا چاہئیے بلکہ دھوبی ہمارا دوست ہی اُس سے کہہ کے پائجامہ مین ملوا دینگے لیکن کثرت آرا سے آنکی رائے نا منظور ہوئی - اور حقہ کی نَہنال - استنجے کے ڈھیلون وضو کے لوٹے مین پھلیان پیس کے چھڑکی گئین - سویرے یہ سب کام ہوچکا تھا - مولوی صاحب نے ابھی کوئی چیز استعمال نہ کی تھی کہ شیخ کا آموختہ سننے بیٹھے - یہان وہی الف دو زبر آن اور آگے آیۂ معلق - پیٹے اور بہت پیٹے - تب تو دانت پیس کے مولوی صاحب سے کہدیا - مین نے تو پاجامہ مین پھلیان ملنے کو کہا تھا - مگر سب نے لوٹے مین ڈالی ہین اور ڈھیلون پر ملی ہین ابکی بار مین بھی تمکو پان مین کھلا دونگا - مولوی چوکنا ہوے اور بھید کھل گیا - شیخ چلی سے اگر حماقت ہوئی ہے تو عمر مین یہی ہوئی کہ

مولوی صاحب بال بال بچ گئے۔ الغرض شیخ چلی اپنی خداداد طبیعت کے زور دکھا رہا ہے اور روز ایک نئی ادا اس دانشمند لڑکے کے انداز سے پیدا ہو رہی ہے۔ دنیا کے ہر قطعہ مین کل نہین تو اسکے قصبہ سکونتی کے لوگ اُسکی حرکات سے دلچسپی حاصل کرنے لگے ہین اور وہ اتنے سے سن مین ناموری کے آسمان پر زینہ لگا چکا ہے چڑھنے کی کسر باقی ہے۔ صرف تعلیم مین اُسنے پندرہ برس کے سن تک مصروفیت کے ساتھ اپنے کمالات کو ایک متوسط ایشیائی ذی علم کی حد تک پہونچا دیا۔ چونکہ طباعی کے ساتھ اسکا حافظہ بھی بے نظیر تھا وہ اپنے کل سبق حفظ کر لیا کرتا۔ اور چونکہ ذہین اور طباع آدمی بے پروا بھی ہوا کرتے ہین اس لیے وہ اپنے لکھنے پڑھنے مین استغنا کو بہت دخل دیتا تھا۔ اسی وجہ سے آج کا سبق جو حفظ کرنے کی حد تک پہونچ جاتا تھا کل بالکل سپاٹ اور سہو محو ہو جاتا تھا۔ جسکو وہ باہمت طالبعلم پھر دوہرانے سے کبھی نہین تھکتا تھا۔ اُسنے تعلیم کے بعد مکتب چھوڑ دیا۔ اور تمام خدا اب جوان ہوگیا اس لیے سنورندگی شبابنے اسکے دلی جذبات کو اور بھی چمکا دیا جس سے اسنے اپنی اس جدید زندگی کو بہت ہی قابل یادگار بنانے مین ذرا بھی کمی نہین کی۔

چوتھا باب
شیخ چلی کا شباب

مرادون کی راتین جوانی کے دن۔ شباب کی اُمنگ۔ سودا جوش پر۔ یہ سن ہر انسان کو جو رنگ دکھاتا ہی سارے زمانے کو معلوم ہے۔ مگر اس حکیم مزاج۔ فخر زمانہ۔ ہونہار نوجوان کو اپنے شباب کے زمانہ مین اُن تمام نامعقول خواہشون اور ارادون کے روکنے مین کچھ بھی دقت نہ پڑی۔ جسکو بڑے محتاط اور تعلیمیافتہ نوجوان بھی نہین روک سکتے۔

آغاز شباب کے آثار مین وہ غیر مہذب مقدمہ تھا جو ہر جوان ہونے والے لڑکے کو قدرتاً پیش آیا کرتا ہی۔ شیخ چلی ایسا ویسا گھامڑ تو تھا ہی نہین کہ ایسے بڑے معاملہ کو سرسری چھوڑ دیتا۔ اوسنے قیاس کیا کہ میرے زیر ناف اندرو ارکوئی پھوڑا

ہوا ہے جسکا ریم خارج ہوتا ہے ۔ دو ایک روز وہ سوچا کیا کہ اسکا کیا علاج ہونا چاہیے
مگر جب اُسنے کچھ زیادہ احساس پھوڑے کا نہ پایا یعنی درد وغیرہ نہ ہوا تو اُس نے
بے اعتنائی کی مگر دوسری بار تو اُسکو بہت اہتمام کے ساتھ وہم نے گھیرا کہ پھوڑا ابتک
باقی ہے اُسنے بالائی لیپ اور پولٹس وغیرہ کا استعمال کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ناچار
اُسکو اپنے باپ سے اطلاع کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اپنی ذہانت کو اُسنے اچھی
اچھی طرح ثابت کر دیا۔

باپ نے جو تدبیر اُسکے دفعیہ کی فی الوقت کی ہوگی اسکا پتہ کسی تاریخ وغیرہ سے
نہیں چلتا ۔ ہان اتنا تحقیق ہوا ہے کہ اُسنے بیٹے کی شادی کر دینے کا مصمم قصد کر لیا
اور دولہن کی تلاش ہونے لگی ۔

شاید بلکہ یقیناً شیخ چلی تمام انسانون کی طرح اپنے پھوڑے بے ضرر ہونے
کی وجہ سے پھر اُسکے علاج وغیرہ کا درپے نہ ہوا ہوگا کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ بیماری
جبکہ دوامی ہو جاوے یا متازی نہ ہو تو عملاً اُس سے قطع نظر کر لی جاتی ہے شیخ چلی بھی
اس پھوڑے کو سمجھ گیا کہ ناسور ہو گیا ہے جو علاج پذیر نہیں ہے اور نہ اُسکو تکلیف ہے
اسیلیے مارو بھی گولی ۔

اب اسکا سن سترہ یا اٹھارہ سال کا ہو گیا ہے ۔ شباب کے جادو اسپر چل رہے
ہین ۔ اور وہ بن ٹھن کے ۔ بازار ۔ میلہ ۔ محلون کی گلیون مین معمول سے زائد
پھرنے لگا ہے ۔ مگر اسکی باقاعدہ طبیعت کا یہ حال ہے کہ کہین دل نہین اٹکتا ۔
راہ چلتے کسی عورت کو عام اس سے کہ یقین ہو یا نہ ہو وہ دو ایک کنکریان ایک آدھ
ٹھوکر یا دھکا رسید کرنے مین مشاق ہو چلا ہے ۔ جسکے عوض گالیان کھا کے
بھی بدمزہ نہین ہوتا ۔ بلکہ ہنستے ہنستے خود ہی لوٹ جاتا ہے ۔ اسکی فرزانگی
کا یہ عمدہ نمونہ ہے کہ شیرے کی مکھی بنکے نہین چمٹتا ۔ بلکہ دوگال یہان ہنس لیے
دوگال وہان ۔ بڑی بات یہ بھی کہ وہ بیفائدہ فکرون سے بچنے کی ہمیشہ کوشش
کرتا رہا اسیلئے اسنے اسمین کوئی ایسا طوطا نہین پالا جسکی وجہ سے زندگی
اجیرن ہو جاوے ۔ وہ دن بھر مین سو ہی بار عاشق ہوتا اور سو ہی بار عشق
رخصت کر دیتا ۔ محبت کے مضبوط پھندے اسکو پھانستے ۔ مگر اٹھ اونٹ

ہو لیتے ہی وہ سب کیٔ تار تار کر ڈالتا ۔ چونکہ فطرتاً قلب و دماغ مادۂ فساد سے خالی نہ تھا پھر بھی باوجود تمام احتیاطون کے دلی جذبات کے ہاتھون پسپا ہوجاتا چنانچہ وہ ایک دن چڑیمارون کے محلہ مین گیا اُسی دن بہت سے جانور ایک چڑے یمار پکڑ لایا تھا ۔ اور اُسنے اپنی نا کتخدا بیٹی کو اُنکے بیچنے کے لیے بھیجا تھا ۔ گلی کے موڑ پر ناگاہ شیخ چلی اُس سے دوچار ہو گیا ۔ اور تیر محبت ساتھ سینہ مین ترازو ہوا ۔ آشفتہ سرون کو کبھی ننگ و نام کی پروا ہوتی ہی نہین ۔ شیخ چلی بغیر اسکے کہ ذرا بھی پس و پیش کرے لڑکی کے سامنے خاموش کھڑا ہو گیا وہ بیچ کے نکلنا چاہتی تھی اور یہ آڑ ہو جاتا تھا ۔ آخرش اسنے ذرا ڈانٹا تو یہ بھی گر پڑے اور پوچھا کہ تو مجھ سے کیون بات نہین کرتی مین تیری چڑیان نہ لونگا ۔ بلکہ تو کہے تو انکو بیچ کے لا دون ۔ لڑکی گھبرائی یہ سڑی تو نہین ہو گیا ہے ۔ اور پیچھے پلٹنا چاہا ۔ اُس عاشق جانباز نے اتنی فرصت ہی نہ دی اور چڑیون کی پھٹکی چھین کے سب اُڑا دین ۔ لڑکی کو زور سے کاٹ لیا اور اپنا راستہ لیا ۔ بلکہ کچھ پہلے ہی چڑیمار کے مکان پر ہو بیچ کے جڑ دیا کہ تیری لڑکی سے جانور چھوڑ دیے ۔ چڑیمار دوڑا تو لڑکی کا گال لہولہان اور اسکو زار و قطار روتے پایا ۔ جبتک شیخ چلی کے پاس آئے آپ دوسری تفریح کی فکر مین جا چکے تھے ۔

شیخ چلی شباب کی ترنگون مین گویا کنہیا ہو رہا ہے ۔ کوئی مقام تفریح اس سے بچ نہین رہتا ۔ جہان وہ دن مین دو ایک بار نہین ہو آتا ۔ اور ایک نہ ایک کرشمہ نہ دکھا دیتا ہو ۔ چونکہ اُسکا خاندان معزز ہے اور باپ بڑا ملنسار نیکبخت لہذا اُسکے ساتھ لوگ ایک حد تک مراعات بھی کر جاتے ہین ۔ اور عادت سی ہو جانے سے اُسکی دراز دستیون یا شوخیون کی مکافات ناقابل برداشت نہین کرتے بلکہ اکثر ٹال جایا کرتے ہین ۔ غالبًا اسکی یہی وجہ بھی کہ شیخ چلی کے حرکات و افعال چونکہ معمولی ہوتے نہین بلکہ انکی تہ مین ایک بدیع نکتہ یا حکمت چھپی ہوئی ہے جسکے غوامض پر عوام الناس تو درکنار خاص خاص لوگونکو وقوف ہونا بہت مشکل ہے ۔ اسلیے اپنے عجز کا اعتراف کر کے کوئی اُس سے

معترض نہین ہوتا - اور گویا سانڈ بنا کے چھوڑ دیا ہے - اسوجہ سے اسکو اپنی مطلق العنانی کا لطف خاص طرح مل رہا ہے -

جوانی مین اسکی عقل بھی زیادہ پر زور ہوگئی ہے - ایکبار اُسنے جامن کھانے مین گٹھلی نگل لی - اسے ہے غضب ہوگیا اُسنے فوراً علم فلاحت کے اصول سے یقین کرلیا کہ ضرور میرے پیٹ مین درخت اُگے گا - وہ اس بات کی پروا کبھی نہ کرتا کہ درخت اُگنے سے کیا نتیجہ ہوگا - اگر اسکو اس بات کا افسوس نہ ہوتا کہ وہ کیسے پھیلے گا اور بڑھے گا - کیونکر پھل لگین گے - پیٹ کی وسعت اور بساط سے وہ ناواقف نہ تھا اسلیے اُسنے اہتمام بلیغ کیا کہ کسی طرح تخم خارج ہوجاے ورنہ درخت بیکار رہجائیگا - چنانچہ ستفراغ کرکے اُسنے اپنا اطمینان کرلیا کہ اب کچھ خطرہ نہین ہے -

اُسکے باپ کے زراعت ہونے سے ہر قسم کے جانور گھر مین موجود تھے ایک گاے دودھاری بھی جسکا دودھ ہمیشہ گھر کا نوکر دوہا کرتا تھا - ایک دن نوکر نہ تھا - شیخ چلی نے باپ سے اپنے وسیع تجربہ کے بھروسے پر دودھ دوہنے کی درخواست کی جو منظور ہوئی - اور دودھ کا ظرف لے کے اپنے کام مین مصروف ہوگیا - مگر گاے کے تھن سے ایک قطرہ بھی نہین نکلتا - گھنٹہ بھر تک اوسنے محنت کی اور تمام تدابیر عمل مین لایا لیکن ناکامی ہوئی - آخر جھنجھلا کے اُٹھ کھڑا ہوا اور لوٹا پٹک دیا - باپ نے پوچھا یہ کیا حرکت ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا ہی جواب دیا گاے سب دودھ چڑھا گئی اسکو بیچ ڈالنا چاہیئے - جب باپ نے زیادہ تحقیقات کی معلوم ہوا کہ ایک بڈھے بیل کو وہ دوہتا رہا - جو بڈھیا بھی تھا - اس غلطی کی صفائی مین - شیخ چلی کا یہ جواب کہ اندھیرے مین شناخت نہ ہوسکی - بالکل مسکت اور کافی تھا -

اللہ اللہ اسکی قابلیتون اور دانشمندیون کا ایک گنج شائگان ہے جسکو اہل زمانے کی بے خبری یا ناقدردانی نے خاک مین ملا رکھا ہے اور کسی نے اُس سے نفع اٹھانے کا ارادہ نہ کیا ایسے اہل کمال ہوتے کاہے کو ہین - دنیاوی کاروبار مین اُسکو اس درجہ وقت نظر حاصل تھی ممکن نہین کہ

وہ کہین سے چوک جاتا - اور اپنا نقصان کرلیتا - پورے حالات تو اپنے موقع پر بیان ہونگے - یہان صرف ایک قصہ بطور نمونے کے لکھا جاتا ہے -

اُسکے باپ نے اپنی بی بی کے لیے چاندی کے کڑے سنار کو بنانے کے لیے دیے ایسے بیچنے والے جھوٹے ہوتے ہی ہین - کئی بار وعدے کرتا رہا اور تیار کرکے نہ دیے ایک دن شیخ چلی کو اسنے تقاضے کے لیے بھیجا - سنار کڑے تیار کرچکا تھا صرف جلا باقی تھی اُسنے شیخ چلی کو ٹھہرا لیا کہ ذرا دیر مین کڑے لیتے جاؤ - شیخ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہی کڑے جو بن رہے ہین میری مان کے ہین جبکا بیٹھ گیا سنار نے کڑون کو سہاگے مین لتھڑ کے آگ مین ڈالا - اور خوب تپانے کے بعد نکال کے اور صاف کرکے شیخ کے حوالے کیے - شیخ بگڑ گیا کہ واہ جلے ہوئے کڑے مین کبھی نہ لیجاؤنگا - مان بہن کے گھر کا دھندا کرے گی - پھر پانی لگا اور بگڑنے - سنار نے بہت سمجھایا - مگر وہ ہوشیار آدمی ایسے چکمون مین کب آتا تھا - آخر یہ طے ہوا کہ باپ کو لیجاکے دکھاؤ - اگر وہ جلے ہوئے سمجھ کے پھیر دیگا مین دوسرے کڑے بنادونگا - شیخ اسپر راضی ہوا اور کڑے لے کے گھر چلا اُسکی شوخ طبعی اور تیزی گھر تک پہونچنے کی کہان متحمل تھی اس لیے راستہ کے تالاب مین اُس نے خود ہی امتحان کے واسطے کڑے ڈالے جو فوراً ایسے گھلے کہ غائب ہوگئے - لپکا ہوا باپ کے پاس آیا اور تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ سنار نے ایک تو کڑے جلا دیے دوسرے یہ ظلم کیا کہ ایسی دوا لگا کے جلائے تھے کہ مین نے جب پانی مین ڈالے ذرا بھی چاندی کی سفیدی نہ معلوم ہوئی اور بالکل گھل کے بہہ گئے - باپ بیچارہ نے بیٹے کی اس کارستانی کو اس وجہ سے کہ بیٹے کو نظر نہ لگجائے کسی سے نہین کہا اور چپکا ہو رہا -

ایک مرتبہ اسکے گھر کے جانور تالاب مین پانی پی رہے تھے ایک بیل پانی پینے مین پیشاب بھی کرنے لگا - اُسنے دیکھا اور اُسی وقت ذبح کرڈالا کہ ٹوٹا ہوا بیل کس کام کا -

پانچواں باب

شیخ چلی کی شادی

غریب باپ کو جسقدر دقت اس معاملہ مین اُٹھانی پڑی تمام عمر کو کافی تھی جب سے وہ جوان ہوا باپ کو شادی کی فکر ہوئی اور اپنے قبیلہ مین کئی لڑکیون کی خواستگاری اُسنے کی۔ لیکن شیخ چلی کی باریک بینی اور موشگافی سے سب نشانے بیچ گئے۔ جب کہین بات چیت ہوئی تھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ آپ سسرال ہو پہونچ جاتے اور اپنا استحقاق زوجیت انہار قبل مذکر کیطرح جتانے لگتے۔ ساتھ ہی یہ خواہش بھی پیش کیجاتی کہ ہماری منسوبہ جو عنقریب ہماری بی بی ہوگی۔ کیون ابھی سے ہمارے ساتھ نہین بھیجدی جاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دانشمند شخص کو آجکل کے یورپ کے طریقہ شادی کا موجد ہونا قدرت نے پہلے ہی مقدر کردیا تھا یعنی اس درخواست سے اسکی غرض یہی تھی کہ جس عورت سے تمام عمر کا سابقہ ہے جو دُنیا کی گاڑی کو میرے ساتھ کندھا دے کے ہمیشہ کھینچنے والی ہے۔ اُسکے اخلاق عادات۔ تعلیم۔ تمیز۔ سلیقہ وغیرہ پر مجھے ہی سے مطلع ہوجانیکا ضرور حق ہے دیکھ لو یہی طریقہ آجکل تمام دُنیا مین جاری ہے اور نئی روشنی کے چشم و چراغ ایشیائی نوجوان جو یورپی تہذیب سے کامیاب ہوئے ہین اس طریقہ کو جاری کرنے مین کسقدر ساعی ہین۔ ہمین شک نہین کہ شیخ چلی کی یہ جلد بازی سراسر حکمت اور دوراندیشی پر مبنی تھی۔ مگر وائے ناکامی اسوقت کی جہالت اور خاندانی رسمون نے اسکی بات پیش نہ جانے دی اور تابڑ توڑ ناکامیون کا شکار رہنا پڑا۔ شیخ چلی جب بہت تنگ آگیا سرے سے شادی کا انکار ہی کردیا اور باپ سے صاف کہدیا کہ یون صبر نہین کرسکتا جبتک میری منسوبہ میرے گھر نہ آجائے شادی کیسی۔ اس ضد نے شیخ کے باپ کو بہت پریشان کیا۔ ایک تو یونہی کوئی لڑکی اُسکے جوڑ کی اپنے کفو مین نہ تھی دوسرے اس حکیمانہ طلب نے سب کو چونکادیا۔ اور شیخ چلی کے انکار سے پہلے ہی سب جگہ سے انکار ہوگیا

سے متاثر ہوکر چوبدار ان نے انکے ساتھ کی تھی وہین ٹھہر گئے - اور دیر تک غصہ مین رو سنتے رہے دو ایک آدمی اور جمع ہو گئے تب شیخ نے اپنے حالات خاص بیان کیے اور صاحبخانہ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا -

وہ دولت سرا جناب شریعت پناہ قاضی القضاۃ کی تھی اُس زمانے مین قاضی بدالہدی اس مسند پر جلوہ فرما تھے - سپاہیون نے قاضی صاحب کو اطلاع دی انھون نے نہایت اعزاز سے شیخ کو اندر بلایا اور معمولی مراسم کے بعد استفسار حال کیا - شیخ نے اپنی شادی کی درخواست کو بہت ہی مؤدب طریقہ سے پیش کیا اور بعد بہت کچھ رد و قدح کے صاحب نے اپنی خانہ زاد لونڈی کے ساتھ عقد قرار دیا - شیخ کو جب معلوم تھا کہ وہ جاریہ زادی ہے عقد پر راضی ہو گئے - مگر معمولی ہدایتی مین قبل نکاح کے اپنی منسوبہ سے ملنے کی درخواست پیش کی -

قاضی صاحب نے بہت سمجھایا لیکن ایسا تجربہ کار آدمی کب ماننے والا تھا - ناچار قاضی کے شرعی انکار پر شیخ ناراض ہو کر چلا آیا اور بہت حیران ہوا کہ شادی کیسے ہو اور کہان سے ڈھونڈھ کے بی بی لانا چاہیے اس فکر مین وہ دو روز تک برابر ایک غیر نافذہ کوچہ کی موڑ پر بیٹھا رہا اور عہد کر لیا کہ جبتک اپنی مرضی کی بیوی نہ ڈھونڈھ لونگا کھانا پینا حرام ہے شیخ کہا ہی

"جویندہ یابندہ"

تیسرے روز سویرے ایک جوان نوجوان عورت خوب گدبدی ایک خاص مستانہ ادا سے اُدھر سے نکلی اور شیخ کی طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھا ہی تھا کہ شیخ بول اُٹھا - ع پہچانتی ہو وہ طلبہ والا -

دل کا میلان یا قدرتی سامان کچھ کہنے کی بات نہین - آنکھ چار ہوتے ہی دونون مین وہ میل جول ہوا کہ برسون کے شیدائیون اور چاہنے والون مین کیا ہوگا - شیخ کی ادا شناسی کا امتحان ایسے ہی وقت پر منحصر تھا - اُس نے سر سے پاؤن تک ایک بار اُسے دیکھا اور گویا تمام اندرونی بیرونی خوبیوں کی سلیس لکھی ہوئی کتاب پڑھ لی جس کے مطالب و معانی مین غور کرنے کی کے

ذرا بھی مشکل نہ پڑی - اسی وقت نظر نے سب کچھ تاڑ لیا کہ ہونہو یہی میرے لیے راحت اور باعث آسایش ہو۔ غرضکہ دونوں نظر بار ایک دوسرے کو تاڑ گئے اور اپیسے بے تکلف ملے کہ پھر جدا ہونے کی قسم کھالی - شیخ کوئی معمولی آدمی تھا نہین آنا فانا اُسکے انتخاب اور پسند کا چرچہ ہو گیا - اور ہر طرف سے لوگ اُمنڈ آئے - غریب الدیار آدمی اُسپر اتنا بڑا ذہین عقیل - سب نے اُسکے ساتھ خالص ہمدردی کی - اور اس برخوردار جوڑے کو ایک مرفہ الحال آدمی اپنے ہمراہ لے گیا - دوسرے ہی قاضی صاحب نے اُنکے نکاح پڑھ دیا - ع

ہو گئی دھوم دھام سے شادی

چھٹا باب

امتحان روزگار

شادی ہوے پانچ برس بھی نہ گزرے تھے کہ تین چار بچے شیخ کے یہان ہو پڑے شیخ کے مان باپ دونون شادی کے قبل ہی انتقال کر گئے تھے - اثاثہ خاندانی مین بڑی چیز کچھ غلہ چند بیل تھوڑی زمین ایک مکان شیخ کو ملا تھا - غلہ تو پہلے ہی سال ہو ہوا گیا - بیلون کو اُسنے اپنی جبلی رحمدلی کی وجہ سے آزاد کر دیا اور زمین کی نسبت اُسکو ہمیشہ اپنی ایمانی قوت سے یہ شبہ رہا کہ ذرا بھی مینے اسمین تردد کیا یا اسکو کھودا تو یقیناً خزانہ نکل آئیگا - جو دوسرے لوگ مفت مجھ سے چھین لینگے - مکان اسنے اپنے قبضہ مین رہنے دیا - اور اپنی محبوبہ بیوی اور بچون کے ساتھ اُسمین بسر کرتا تھا -

گھی کے گھڑے کا مشہور قصہ اہل زمانہ کی نافہمی یا شوخ مزاجی سے شیخ کی طرف بہت ہی بڑے اور قابل نفرت نتیجہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے - حالانکہ اس سچے قصے کے رموز اور غوامض پر اگر غور کیا جاے تو وہ ایک محنتی دنیادار ایک اصولی تاجر - ایک متمدن دانشمند ایک بلند نظر اور مہربان افسر خاندان تسلیم کیا جا سکتا ہے - مثلاً ضرورت وقت کے لحاظ سے اُسنے گھی کا گھڑا اجرت پر پہونچا دینے مین جو آمادگی ظاہر کی اُس سے ثابت

ہوتا ہے کہ وہ کام چور اور محنت سے بچا گنے والا اسامی نہ تھا - اور زمانے کی نگاہ
اور ضرورت کی ہوا پہچاننے مین بڑا ہی صاحب نظر تھا - پھر جب اُسنے یہ منصوبہ
باندھا کہ اس اُجرت سے مین مرغی لونگا اور مرغی کے انڈے بیچ کے
بکری خریدونگا - بکریون کو ترقی دے کے گاے اور پھر بھینس اور پھر گھوڑونکا
سوداگر بنونگا - اسکے بعد ہاتھیون کا بیوپار کرونگا اس حد تک وہ ایک
ماہر تاجر اور تجارت کے تمام جزئی وکلی امور پر کامل بصیرت رکھنے والا انسان
تسلیم کیا جاسکتا ہے - دنیا مین آج اور آج سے ہزارون برس پہلے تجارت
کے یہی اصول مانے جاتے ہین کہ یورپ مین تجارت کو دنیا بھر مین اس وقت
جو کامیابی اور فتح حاصل ہے اُسکی ابتدا یونہی ہی ہوئی ہے - انگریزونکا ابتدائی
داخلہ ہندوستان کی تاریخ کے ورقون مین جو کچھ بیان کیا گیا ہے - اس سے
ذرا بھی الگ نہین ہے اور اسی طرح تجارت کے ساتھ ایک ایک قدم بڑھتے
بڑھتے آج تمام ہندوستان کی سلطنت انگریزون کے ہاتھ مین ہے - پس
شیخ کی یہ خیالی ترقی تجارت ہرگز مضحکہ کے قابل نہین ہے - اور اگر ایک اتفاقی
اور تقدیری حرکت سے گھڑے کو گردن کی غصہ آمیز جنبش نے زمین پر نہ پٹک دیا
ہوتا تو ہم دکھا دیتے کہ شیخ الغنم مالک التجار کے یادگار خاندان کا عروج
اقبال کہانتک پہونچتا ہے - ہاتھیون کی تجارت کے بعد جو خاکہ اُسنے
کھینچا تھا اُسکے اعتبار سے اسکی تدبیر منزل اور تمدنی قوت کا اندازہ کرنے مین
بڑے بڑونکا وہم وقیاس قاصر ہے - چونکہ وہ ایک پُر محبت شوہر اور مہربان
باپ بننے کی استعداد رکھتا تھا - لہذا اُسنے اپنی خیالی دولت کو پہلے ایک امیرانہ
عمارت کیطرف صرف کرنے مین پسند کیا اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا - اس
عمارت کے نقشے اور ایوان امارت کی تقسیم مین جو کچھ اُسنے قابلیت دکھائی
اُس سے اُسکی خلقی ریاضی دانی اور فن انجنیری مین اعلے مہارت ثابت
ہوتی ہے اور پھر اُسکے سجنے اور آرائش مین تدبیر منزل کی تمام ضرورتین اُسکے
پیش نظر تھین - اسی سلسلہ مین اُسنے ان تمام ضروریات کو مکمل تسلیم کرکے
شادی کی تجویز بھی کرلی - اور اُسکے نتائج یعنے توالد وتناسل کی اصلی غایت

برعکس صحت اور عجلت کے ساتھ اُسکا ذہن منتقل ہوا ہے جسکی مثال ہر متمدن اور متاہل دانشمند مین پائی گئی ہے الغرض اس نقل کو اپناے روزگار نے جس حد تک نقل محفل بنا رکھا ہے اس سے کہین زیادہ اُسکی شان ارفع اور اعلےٰ ہے - اگر شیخ کا یہ منصوبہ جو شادی کے قبل زمانہ کا ہے پورا ہوجاتا تو اسوقت جبکہ وہ بچون کی ضروریات اور جورو کی فریادیون سے باوجود کمال مستقل مزاجی کے کسی قدر کسی وقت پریشان نظر آتا ہے - ہرگز اُسکی نوبت نہ آتی مگر سوء تدبیر بڑے بڑے مدبران سلطنت کو بھی مٹا چکی ہے - وہی سلوک اس غریب شیخ کے ساتھ ہوا کہ بچون پر گھر کنے کی خیالی ادا نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا اور گھر نے کے گرنے سے اُسکی تمام اُمیدین خاک مین ملگئین -

میرے نزدیک اہل کمال کی وہ عام پریشان حالی جو ضرب المثل ہے اور جسکی حکایتین تاریخ عالم مین اسقدر کثرت سے موجود ہین کہ کوئی نظیر پیش کرنے کی ضرورت نہین اُسی کلیہ مین ہمارا شیخ بھی پابند تھا - اور کچھ نہین کہ اُسکی غیر معمولی خلقت اور غیر معمولی صداقت ذہنی اور اعلےٰ درجہ کی طباعیان خود اُسکی کامیابیون کے لیے سد راہ ہوجایا کرتی تھین -

بیچارہ شیخ بال بچون کی کثرت سے اُکتا گیا اور اسکی حکیمانہ طبیعت نے اپنی آزادی پر مضبوط پھرے تو اُسکو بہت اُلجھن ہوئی - ہرچند یون بھی وہ اپنی بے قید فطرت کے اعتبار سے کچھ زیادہ بال بچون کے دھندون مین پھنسنا پسند نہ کرتا اور نہ کبھی اُسنے خودداری کو ہاتھ سے جانے دیا - بلکہ بارہا اُسنے بچون کے ہاتھ سے روٹی چھین کے صرف اس خیال سے کھالی کہ بچہ اگر ایک وقت بھوکا رہا تو مضائقہ نہین مین بھوکا رہونگا تو دوسرے وقت کی روٹی کمالانے کی قوت ہی نہ رہے گی - اس فعل مین اُسکو کبھی کبھی طبی اصول کا بھی لحاظ رہتا تھا وہ جانتا تھا کہ بچون کی نازک امعا مین خشک روٹی سدے کی تولید کا باعث ہوگی جسکے روکنے کی ہر مہربان مان باپ کو ضرورت ہے -

یہ زمانہ شیخ کے لیے انتہا کے کڑے امتحان کا تھا ورنہ دنیادارون مین شاید ہی کوئی اس امتحان سے بچا ہو - مگر اس عالی ہمت بلند نظر نے جس خوبی اور

خودداری سے اس امتحان کو پاس کیا ہے - اور اس مسئلہ کو طے کر گیا ہے
ورنہ دوسرے کا حوصلہ نہ تھا - بیوی کی فرمائشین تو کیا دھیان مین لانے
والا تھا - مگر چڑچڑے پن اور زبان درازی سے البتہ بہت گھبراتا تھا -
مگر ہمیشہ اُسنے ایک غیرت مند شوہر کی طرح اُسکی بدمزاجیان برداشت کین -
گو بیوی اُسکی پسند کی اور خلقتاً اس سے موافق مزاج تھی مگر غیرت
اور تکلیف اچھے اچھے صابرین اور غمخوار لوگون کا قدم ڈگا دیتی ہے -
اسی وجہ سے اسکی محبوبہ بیوی اس کے دق کرنے پر مجبور تھی اور بچونکی
بھل بون الگ جان کھائے جاتی تھی - گو شیخ خود بچون کے ساتھ اتنا
زیادہ مانوس نہ تھا کہ اُنکی سرشوریان سہے - مگر بیوی کی آزردگی اور
دلگیری کا خیال سب کچھ برداشت کرا رہا تھا - مگر باایں ہمہ اُسنے نہ کبھی قرض
لیا نہ چوری کی - محنت مزدوری سے جبتک کام نکلا - مگر جب اُس سے
بھی پورا نہ پڑا تو وہ بے تکلف کسی بنیے بقال کی دُکان پر چلا جاتا - اور
جو کچھ اناج یا نقد جنس اُسکے ہاتھ لگتا اوٹھا لیتا - لالہ جی یونہی بڑے
بہادر ہوتے ہین اسپر شیخ کی معمولی آزادی کی دھاک سے مجال نہ تھی کہ اسکو
کوئی روک سکے بلکہ شیخ کی آمد دیکھ کے وہ دست درازی یا دست اندازی کی
نوبت ہی نہ آنے دیتے - اور ہنسی خوشی خاطر مدارات کردی جاتی - شیخ
کی نسبت ان افعال سے یہ گمان پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ سینہ زور اور
مفت خور آدمی تھا - مگر یہ گمان انھین لوگونکا ہوگا جو سطحی اور اوپری باتونکو دیکھتے
ہین ورنہ شیخ اصول سے باہر کبھی قدم نہین رکھتا تھا - اور درحقیقت غور
سے معلوم ہوگا کہ یہ فعل اُسکا کچھ بھی بدنما اور قابل ملامت نہین ہے
کیونکہ وہ اس بات کا سچے دل سے قائل تھا کہ جو کچھ انسان کو ملتا ہے
خدا ہی دیتا ہے اسمین کسی کے باپ کا اجارہ نہین ہے دوسرے یہ کہ وہ تمدنی
قاعدہ سے سمجھا ہوا تھا کہ ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے اور ممکن نہین
کہ دُنیا مین اکیلا آدمی کچھ کر سکے - جب یہ کلیہ تسلیم کر لیا گیا تو ساتھ ہی
یہ بھی ماننا پڑیگا کہ بنی نوع انسان ایک دوسرے کی مدد پر مجبور ہین

رکچھ فرض نہین ہی کہ امداد کے لیئے ظاہری رضامندی یا معمولی ارادہ اور قصد
پیدا ہونے کے بعد ہی امداد بھی تسلیم ہو چکی تو ہر شخص کے مال و ملک
بن دوسرے شخص کا حصہ ضرور ہے - پس کوئی وجہ نہین کہ مین بنیئے بقال
سے اپنے حق اور حصہ کے حاصل کرنے مین انکی رضامندی اور اجازت
کا منتظر رہون یہی وجہ تھی کہ وہ قرضہ کے ناقابل برداشت بار اور اُسکے
نفرت انگیز عزت بار نتائج سے ہمیشہ محفوظ رہا - اور نہ اُسکو ضرورت وقت
اور احتیاج نے چوری وغیرہ سقیم جرائم پر متوجہ اور مائل کیا - مگر اس امداد
غیر اختیاری یا خود مختاری کا سہارا کچھ ایسا مستحکم اور دوامی تو تھا نہین کہ اسکو
بہت عرصہ تک فارغ البال اور بیفکر رکھے - بلکہ اپنا سے روزگار
کی تنگ دلی اور کم ہمتی یا مہمل بخل نے اُسکو ایسے قابو اور دست رس
کے موافق سے دوسرے طور پر محروم اور مایوس کر دیا اور اس بدخلقی اور بے مروتی
سے وہ ایسا متاثر ہوا کہ گھر چھوڑنے پر پوری آمادگی ہو گئی -

ساتوان باب

سفر وسیلۃ الظفر

قصبہ جیلہ کی خلقت اور خاصۃً اہل متمول اور بنیئے بقالون کی اذیتون اور
بے مروتیون نے شیخ کو جب بہت ہی دلگیر اور مجبور کر دیا تو اوسنے اپنی بیوی
سے مشورہ کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر خیال کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیئے اور نیز وہ خود
ایک معلومات کا خزانہ تھا اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ عورت ناقص العقل
ہوتی ہے اس لیے اُسنے چپکے چپکے اپنے ارادے کی تکمیل کے اسباب پر غور
کرنا شروع کیا - اور جب تمام دقتون اور مشکلون کو اُسنے اپنی عالی ہمتی سے
مار کے ہٹا دیا تو دفعۃً وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بغیر تعین اس امر کے کہ کہان
جاؤنگا آدھی رات کو گھر سے نکل گیا - چونکہ ہم شیخ کی سوانحعمری مین اُسکے
اُن دھبون کے مٹانے کا قصد کر چکے ہین جو اُسکے دامن ناموری
پر لگائے گئے ہین - اور جہانتک امکان مین تھا ہمنے صحیح صحیح حالات

فراہم کرتے ہیں - اور مدتوں کی عرق ریزی اور محنت سے یہ واقعات جمع کرسکے ہین - اس واقعہ کے تسلیم کرنے مین بالکل انکار ہے جو بڑھی عورتین بچون کے بہلانے کے لیے ایک کہانی مین اُسکی نسبت بیان کیا کرتی ہین اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ چلی جب جوان ہوا تو گھر مین عسرت تھی اُسکی بوڑھی مان نے بیٹے کو کمانے کی ترغیب دی مگر وطن مین اوسکی لیاقت کا اندازہ کرنے والا کون تھا - اسلیے وہ دلی جانے پر آمادہ ہوا - مان نے چار روٹیان توشہ سفر کے لیے پکادین - وہ سویرے اُٹھ کے چلا - اور دوپہر کو ایک کنوے پر پہونچا چارون روٹیون کو چارون کونون پر رکھ کے کہنے لگا ایک کو کھاؤن دو کو کھاؤن تین کو کھاؤن کیا چارون کو کھاؤن قضارا اس کنوے مین چار پریان رہتی تھین وہ ڈرین کہ اللہ ایسا کون زبردست ہے جو ہمکو کھانے آیا ہے - مگر شیخ کی بے ساختہ تقریر سے سمجھ گئی تھین کہ ہے کوئی تیکھا ہی - ناچار چارون نے تجویز کی کہ اسکو کچھ رشوت دے کے ٹال دینا چاہیے - چنانچہ اُنھون نے ایک بکری اسکو دی جو سونے کی مینگنیان گراتی تھی - شیخ اسکو لے کے پلٹے تو سرا مین اُترے بھٹیاری نے بکری اور مینگنیون کو دیکھا تو ششدر ہوگئی اور بے ایمانی سے رات کو بکری بدل لی - دوسری بکری شیخ کے گلے منڈھی - وہ خوش خوش گھر آئے مان سے خوشخبری کہی کہ بکری ملی ہے اسکی سونے کی مینگنیان ہوتی ہین - مان نے باندھا اور انتظار کیا تو بکری نے وہی معمولی مینگنیان ڈالین - شیخ حیران ہوگئے اور چار روٹیان باندھکر چلے اور کنوے پر وہی عمل کیا - ابکی بار ایک مرغی ملی جو سونے کا انڈا دیتی تھی - مگر سفاک بھٹیاری نے اُسے بھی اڑا لیا تیسری بار گئے تو ایک دیگچی ملی جسمین یہ تاثیر تھی کہ بیب بوت کے چولھے پر چڑھا دیا - اور جو نعمت مانگی پک کے تیار ہوگئی - بھٹیاری کو خدا سمجھے اُسنے بھی لے مری - ایک ٹھیکرا دیگچی دے کے شیخ کو رخصت کیا - چوتھی بار شیخ گئے تو پریون نے تاڑ دیا کہ اس بیچارہ سے کوئی وہ چیز مین چھین لیتا ہی تب اُنھون نے ایک سونٹا اور ایک رسی حوالے کی کہ رسی حکم دیتے ہی مشکین باندھ لے گی اور

سونٹا خود بخود پیٹ چلے گا۔ تیخ ابھی بار جو سرا سے مین آئے تو بھٹیاری کو
کوئی چیز نظر نہ آئی اور رسی سونٹے پر اسکی توجہ ہی مائل نہ ہوئی۔ شیخ بھی
چپکے ہو رہے۔ رات کو شیخ نے اپنے جی مین کہا لاؤ اسکا امتحان کرین اور
فوراً رسی کو حکم دیا کہ بھٹیاری اور اُسکے گھر بھر کی مشکلین کس لے۔ رسی نے
فوراً تعمیل کی تب تو شیخ نے کہا "چل سونٹے تیری باری" سونٹا
اُٹھا اور گدا گد پیٹنے لگا۔ دہائی ہے تہائی ہے۔ بھٹیاری قدمون پر گر پڑی
اور سب چیزین بکری۔ مرغی۔ پتیلی۔ شیخ صاحب کے حوالے کر دین اور وہ
گھر لے آئے۔ اس کہانی کی اصولی غلطیاں تو ایک طرف سطحی باتین بھی اس
قابل نہین کہ ایسے فخر روزگار کیطرف نسبت دیجاسے۔ مثلاً روٹیون کو رکھ
کے اُنکے کھانے کا سوال ایک لغو بات تھی وہ تو کھانے ہی کے لیے ہین
پھر شیخ ایسی تحصیل حاصل مین کیون پڑتا اسکے بعد پریون کا ڈرنا اور
رشوت دینا بالکل جھوٹ ہی۔ کیونکہ پریون کو انسان کبھی نہین سکتا
بلکہ دیو پری انسان کا ناشتہ البتہ کیا کرتے ہین جب ہی تو تاج الملوک
ڈرا تھا۔ اور دیو نے بھی شکر کیا تھا کہ اللہ اللہ مدت کے بعد حلوا سے بے دا
ملا ہے اور فرض کرو کہ پریون کو بمقتضاے بشریت[۵۷] خوف ہوا تھا تو جب
نکل کے دیکھا تو ایک مفلوک مفلس کو دیکھا ہوگا جس سے ڈر گیا کیونکہ
وہ ایک بیچارہ کیا بنا لیتا۔

بکری سونے کی مینگنی نہین کرتی نہ مرغی سونے کا انڈا دیتی ہے۔ا
بھلا دیگچی مین بغیر جنس ڈالے کیسے کھانا پک سکتا ہے۔ سونٹا اور رسی
بے جان چیزین ہین اُنین ارادہ یا حکم کی تعمیل کجا۔ الغرض یہ سب
باتین ایسی ہین کہ ہمارے شیخ صاحب پر محض بہتان باندھا گیا۔

شیخ گھر سے نکلا تو راستے کی صعوبت کا حال اور منزل اور مقام کی تفصیل
ہم اسلیئے نہین بتا سکتے کہ اُسنے کوئی سفرنامہ اپنا نہین چھوڑا اور ہو
قلمی کتابون مین کسی خاص کتب خانہ مین پڑا ہوگا۔ زمانہ کی نایا

---

[۵۷] مقتضاے بشریت کی داد دینی چاہیئے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ایسی بیش بہا چیزون کو باہر آنے کا موقع ہی نہین دیتی - ہمین جو کچھ پتا چلا
یہ ہے کہ شیخ صاحب مدتون مارے مارے پھرتے رہے اور کہین ٹھل بڑا
نہ لگا - آخر اکبرآباد پہونچے شہنشاہ اکبر اعظم کا زمانہ تھا اہل کمال
کی اتنی قدر اس سے پہلے نہ اس کے بعد کبھی ہوئی نہین - ہر طرف
سے عقلا سے روزگار اور ہر فن کے کامل چلے آتے تھے دربار مین
داخل ہوے اور پاس ہو گئے - شیخ جسدن اکبرآباد مین پہونچا ہی دو پیسے
اُسکے پاس باقی تھے بیچارہ سرا مین پہونچا اور اپنی معمولی دریادلی اور
فیاضی سے بھٹیاری سے نئی کھانون کی فرمائش کردی اور اُسدن سرا کے
سب مسافرون کو دعوت بھی دیدی کہ ہمارے ہی ساتھ ماحضر تناول
فرمائین - بھٹیاری نے بنیئے سے سودا لیا اور کھانا وانا پکا کے شیخ کو
معہ دعوتیون کے کھلایا صبح کو شیخ جی سے دام جو مانگے یہان کیا دھرا تھا ٹھن
ٹھن گوپال وہی دو پیسے پھینک دیئے بھٹیاری حق حیران کہ معاملہ کیا ہے
جب ذرا بات کھلی تو میان جما مصر بھٹیاری کے کمترین شوہر بھی آ دھمکے
اُدھر سے بنیا بھی بہی لیے ہوے دوڑا - اب آؤ تو جاؤ کہان شیخ کے
حواس پتیرا ہو ہی چکے تھے کہ دفعتہً ایک بزرگ شریف صورت مقطع متشرع
سرا سے مین پہونچے اور چونکہ ادھر بڑا مجمع تھا اور غوغا ہو رہا تھا
آپ بھی اُسی طرف چلے آئے - یہ مولانا عبدالقادر بدایونی تھے جنھون نے
اکبر کی تاریخ بڑی دھوم کی لکھی ہے اور اکبر کو مذہبًا کافر ملحد قرار دیا ہے
جسکی نسبت آجتک جمہور اہل علم و اہل دول مین نداکرے جاری ہین
اور قول فیصل ابتک نہ ہوا کہ فی الواقع اکبر کا مذہب کیا تھا - غرضکہ
مولانا کے آتے ہی سب چُپ ہو گئے کیونکہ ایک ایک مشہور معروف آدمی
اور دربار اکبری مین بھی بہت با اثر تھے مگر ملّا اور بالکل سادہ مزاج تھے
انکو اپنے اعزاز دنیا یا علو سے کمال اور تبحر علمی کا ذرا بھی غرہ یا گھمنڈ
نہ تھا اور اسوقت تشریف لانے کی غایت یہ تھی کہ آپ کے وطن سے
کوئی بزرگوار آنے والے تھے دن بہت ہو گئے تھے - انتظار سخت شاق تھا

آج خود ہی سرائین بہ نفس نفیس انکو ڈھونڈھنے چلے آئے وہ تو ہنوز راہ ہی مین ہونگے کہ یہان اس ہنگامہ مین شیخ صاحب انکو نظر پڑے - آدمی مردم شناس تھے وضع قطع نے بھی کچھ بتا دیا اور تاڑ گئے کہ یہ شخص تو ہمارے جوار کا معلوم ہوتا ہے - دریافت کرنے سے رہا سہا شک بھی جاتا رہا اور قصبہ جلہ کا نام سنکے مولانا نے شیخ کا ہاتھ پکڑ لیا - بھٹیاری کی اُجرت اور بنیئے کے دام خدمتگار سے دلا دیئے اور مکان پر لے آئے اور شیخ نے اپنے حالات سفر اور تجربات عظیم کا دفتر مولینا کے سامنے کھولدیا - مولانا شیخ کی ہمدردی کا خیال فطرتاً ہونا چاہیے تھا - مگر مجبوری یہ تھی کہ آجکل بعض درباری لوگون سے ان بن ہوگئی تھی کیونکہ اکبر[1] کی درباری مذہب کے متعلق اختراعات اور بدعات ہو رہے تھے - مولانا اُس سے بہت ہی بیزار تھے اور پیروؤن پر کفر کے فتوے جڑ دیے تھے اس لیے چندروز سے آپکا دربار بند تھا - سوچتے سوچتے خیال آگیا کہ ملا دوپیازہ سے مجھے خلاف نہین ہے اور وہ خود بھی ان بدعتون سے متنفر ہین - مگر ضرورت وقت سے ظاہر نہین کرتے - لاؤ انسے شیخ کی تقریب کردین چنانچہ مولانا نے ملا صاحب کی خدمت مین ایک اشتیاقیہ رقعہ دے کے اپنے خدمتگار کو بھیجا - وہ اُسی وقت دربار سے آئے تھے اور کمر کھول رہے - اور آج معمول سے زیادہ خوش بھی تھے کیونکہ بیربل کو اکبر کے سامنے کئی لطیفون مین زک دیچکی تھی - اور خاطر خواہ انعام ملا تھا اور نیز مولانا کے علم و فضل کے معتقد بھی تھے - زبانی کہلا بھیجا کہ آج رات کو خفیہ طور سے مین آپ سے ملونگا -

اس وعدہ کی تکمیل یون ہوئی کہ ملا نے ایک بیراگی کا روپ بھرا اور چمٹا کھٹکاتے ہوے مولانا کے دروازہ پر پہونچے پہلے تو خدمتگار نے روکا - مگر جب ملا صاحب نے اپنی انگوٹھی مولانا کے پاس بھیجدی تو بُلا لیے گئے - اور بعد حصولی مزاج پُرسی جناب شیخ صاحب کا تعارف کرایا

[1] ہماری تحریر پر کسی کو اعتراض کا حق نہین ہے - مؤلف

مولانا نے ملا صاحب سے مسکرا کے یہ بھی کہدیا کہ آپ کے ملحد بادشاہ کے دربار نورتن مین ایک آدمی کی جگہ آجکل خالی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب اس کمی کو پورا کر دینگے ملا صاحب نے شیخ کے ناصیۂ حال اور مجمل قیل وقال سے اندازہ کر لیا کہ ایسا باخبر اور ضروری شخص بیشک دربار ہی کے قابل ہے اسی وقت ساتھ لے کے مکان پر آے اور دوسرے دن جب دربار مین جانے لگے تو شیخ صاحب سے مکان پر آئے اور دوسرے دن جب دربار مین جانے لگے تو شیخ صاحب سے کہہ گئے کہ مین چوبدار بھجوا دونگا تم دربار مین چلے آنا اور دربار کے ادب آداب بھی بتا دیے جسکی ضرورت ہماری راے مین ایسے ذہین شخص کے لیے بالکل نہ تھی۔

خلاصہ یہ کہ آج ملا صاحب نے جب اکبر کو گرما گرم لطیفون مین اپنے دھب پر لگا لیا تو شیخ صاحب کی تقریب کی۔ اور کچھ اس برجستگی اور شوخی سے ادا کیا کہ اکبر پھڑک گیا اور فوراً حاضری کا حکم دیا شیخ صاحب باین ہیئت کذائی دربار مین پہونچے کہ لوٹا ڈور کاندھے پر تھا اور شترنجی سے کمر کسے ہوے تھے۔ سر پر ملا صاحب کا پرانا۔ فیدہ ڈھانک لیا تھا جو مقدار علم سے ذرا بھی زائد نہ تھا۔ اکبر نے ایسے باخبر شخص کو ہاتھون ہاتھ لیا۔ وجہ یہ بھی کہ جس شخص کی سادگی اور بے تکلفی کا یہ عالم ہو کہ ہر وقت سفر پر تیار رہے اس سے عجیب وغریب کام بن پڑنے کی توقع ہرگز غلط نہین ہے چنانچہ اسی وقت شیخ صاحب کا سیاہہ ہو گیا اور نورتن مین داخل ہو گئے۔

آٹھوان باب

کمال باعث واقبال

شیخ چلی دربار مین اپنے جوہر قابلیت لطافت مزاج حسن سلیقہ۔ حذاقت ذہن۔ قوت اختراع سے ہر دلعزیز ہو رہا ہے۔ علامہ ابو الفیاض فیضی اور اور علامہ ابو الفضل نے دھوم دھام سے الگ الگ اسکی دعوتین کین مگر باین ہمہ وہ اپنی بے روک طبیعت اور خالص آزادی سے

بچا کھچا پاس تھا کمر میں باندھا اور سیدھے جیلو پہونچ گئے۔

طبیعت بچشم معزون کی بیقدرانی اُدھرائی

نواں باب

بے اعتباری اور موت

وہاں پہونچ کے مکان ڈھونڈتے ہیں تو پتہ ہی نہیں لوگوں سے پوچھا تو ایک عالیشان محل بتایا گیا۔ یقین کس کو کہ ہمارا جھونپڑا اسکے محل ہوگیا۔ دروازہ پر ٹھہر گئے اور لوگوں پر خفا ہونے لگے کہ مجھے دل لگی کرتے ہیں اندر سے بیٹا نکل آیا اور سعادتمندی کے ساتھ قدمبوس ہوا مگر شیخ صاحب نے غصہ میں مکان پوچھا اسنے بیان کیا کہ آپ نے جو روپیہ بھیجا اسکا مکان تیار ہوا۔ یہ سب آپ ہی کا ہے والدہ صاحبہ نے چند روز ہوئے انتقال کیا اسکا صدمہ ایسا ہوا کہ شیخ کے حواس جاتے رہے۔ مکان کی تبدیل ہیئت کا اعتبار ہی نہ تھا کیونکہ خود تو روپیہ بھیجا نہ تھا۔ اسپر بیوی کا واقعہ سن لیا۔ چپ سن ہوکے رہ گئے اور بیٹے سے الگ ہٹ کھڑے ہوئے اُسنے ہر چند سمجھایا محلہ والوں نے لاکھ سر مارا مگر ایک نہ مانی اور بستی سے باہر ایک جھونپڑی اپنے اسی روپیہ سے بنوالی جو ساتھ تھا اور پاؤں توڑ کے بیٹھ رہے سن بھی اب زیادہ ہو گیا تھا اور دنیا کی بے اعتباریوں سے گھبرا گئے تھے سب سے کنارہ ہی مناسب معلوم ہوا۔ بیوی کی وفات سے اور بھی دل سرد ہو گیا تھا اور ایسی ہستیاں اور شوہر بیوی ملتی کہاں ہیں غرض یہ اسباب تھے جنکی وجہ سے ایسا بے نظیر شخص دنیا کو فائدہ پہنچانے سے ہاتھ کھینچ کے بیٹھ گیا۔

سات برس تک مسلسل اسی طرح گذار دی اور ۲۲ - رجب سنہ ۱۲[illegible]ھ کو اکسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور حسب وصیت اسی جھونپڑی میں دفن کیے گئے۔ پروردگار غریق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

دسوان باب

شیخ کا مذہب

مذہب کے اعتبار سے کسی کو پتہ نہین لگا کہ شیخ کا معتقد علیہ کون مذہب تھا
چونکہ وہ اصلول کا یادگار تھا اور مضافات ماوراالنہر مین اس کے
بزرگ رہتے تھے اس نظر سے اسکا باپ یقیناً اُن بدوی عربون کا
ہم مذہب ہوگا جو اس نواح مین رہتے ہین - مگر شیخ کی نسبت جہانتک
معلوم ہوا اُس نے اپنے مذہب کو کسی خاص طریقے کے ساتھ
پابند اور مقید نہین کیا تھا دربار اکبری مین پہونچنے سے پہلے وہ
وحدانیت اور رسالت کے متعلق تو کبھی کچھ کہہ گذرتا تھا جس سے
قیاس ہوتا ہے کہ وہ ان دونون ارکان ایمان کا قائل ضرور تھا
اور عملی طور پر بھی وہ نماز وغیرہ فرائض اسلامی ادا کر لیا کرتا تھا
مگر کسی کی تقلید اُسنے نہین کی اور نہ وہ پابندی کے ساتھ ائمہ اربعہ
یا مذہب اثنا عشری کا معتقد تھا اور جب کبھی ان امور کے متعلق
اُس سے سوال کیا گیا اُسنے لاپروائی کے ساتھ جواب دیا کہ ہمکو
اسکی ضرورت نہین ہے - اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بذاتہ قوت
اجتہاد رکھتا تھا اور کسی امام یا مجتہد کی تقلید اُسکے لیے ضروری نہ تھی
اسی وجہ سے وہ ہر طریقہ مین عبادت اور عمل کیا کرتا تھا - اور کبھی
اُسکو ایک طریقہ پر اصرار یا قیام نہ تھا - اکبر آباد مین وہ ایک
ایسے دربار سے تعلق رکھتا تھا جہان ہر عقیدہ اور مذہب کے لوگ
بلکہ اگر تاریخ صحیح ہے تو لامذہب بھی جمع تھے اور علوم و فنون کے معرکہ
آرائیون کے ساتھ ساتھ مذہبی مباحثے اور دینی مناظرے آئے دن ہوا کرتے
تھے خصوصاً اس زمانہ مین امام غزالی کے رسالہ تہافتہ الفلاسفہ پر زور و
شور سے نکتہ چینیان اور اعتراض ہو رہے تھے اور امام صاحب کی
کی مخالفت فلسفہ پر بڑی ناراضی پھیلی ہوئی تھی ایسی حالت مین چونکہ
وہ فطرتاً حکیمانہ خیال کا آدمی تھا فیضی کی صحبت نے اُسے اور بھی چمکا دیا

اسلیئے آخر آخر مین اُسکا رجحان فلاسفہ کی جانب بہت ہو گیا تھا اور گو وہ
معتزلی تھا نہ مشائی کیونکہ وہ تقلید سے سخت متنفر تھا تاہم فلسفی اصول
اُسے کچھ ایسے پسند آ گئے تھے کہ انکے دل سے قدر کرتا مثلاً وہ آگ کو جلا دینے
والی چیز ہمیشہ تسلیم کرتا رہا اور برق کی تاثیر اُسکے ذہن مین بھی رہی کہ جب
چمکے تو ضرور کانون مین انگلیان دے لینی چاہیئے۔ اسطرح قضا و قدر
کے مسئلہ مین اُسنے حجت قائم کی تھی کہ صرف مرنے کے لیے اسکی ضرورت
ہر شخص کو ہے۔ جبر و اختیار مین وہ مطلق سکوت کرتا تھا کسی نے اس
اہم مسئلہ کے متعلق ایک حرف کبھی نہین سُنا صرف ایکبار فیضی کو اُسنے
یہ نکتہ بتا دیا تھا کہ کسی کا مال چھین لینا جبر ہے اور دے دینا اختیار علت العلل
کے مسئلہ مین اُسکی وقت نظر نے ایک نئی بات پیدا کی تھی کہ جب
خدا کے متعلق ایسی بات کہی جائے تو بہت چپکے سے کہنی چاہیئے تاکہ وہ
سُن نہ لے۔

جزا و سزا کے بارہ مین اُسکا قطعی فیصلہ یہ تھا کہ مٹی کے نیچے نہ آگ زندہ
رہ سکتی ہے جو انسان کو بعد مرنے کے جلائے گی۔ نہ باغ پیدا ہو سکتے ہین
جسکے مرنے لوٹین گے۔ دوزخ کا لفظ اُسنے اچھی طرح جی لگا کے نہین سُنا
کیونکہ بجز دل پریشان ہونے کے اسمین دھرا ہی کیا تھا۔ جنت کا جب حال
سننے مین آیا تو اُسکو ہمیشہ قصبہ بھیلہ کی جامن۔ امرود۔ بیر۔ آم۔ یاد آجاتے تھے
حورونکا ذکر سُنکے جی ضرور للچاتا تھا کہ اسقدر اتنی دور آسمان پر چڑھ کے اُنکے لیے
کون جائے۔ ہمارا یہین سے سلام ہے۔ بندہ ایسا طوطا نہین پالتا۔ چونکہ
فلسفہ کا شیدائی تھا اسلیے حکمت کے بعض مسائل مین جز لا یتجزی پر خاص
دلچسپی کے ساتھ غور کیا کرتا تھا اور کبھی باور نہین آتا تھا کہ چھوٹے چھوٹے
ذرے جو اسکو اپنے گھر کے روشندان کے سامنے اڑتے نظر آتے ہین یہ بھی
کوئی چیز ہین۔ اکبری دربار مین مذہب ہنود کی بڑی آؤ بھگت تھی اور
حکما سے دربار مین جید شاستری ویدانت لوگ جمع تھے
متعلق اُسنے ایک لحظہ کے لیے یقین نہ مانا کہ آدم

قوت کے مبادی دوسرون کے انتہائی معقولات کے مساوی تھے پس وہ جانتا تھا کہ میری سرسری انتقالات ذہنی کے نتائج کا تو کوئی متحمل ہو ہی نہین سکتا۔ دقیق باتون کو کیسے سمجھاؤن - اسی وجہ سے اُسنے اپنے دماغ کو اُس حد تک استعمال ہی نہین کیا جسکی دوسرون کو ضرورت ہوتی ہے اور اسمین وہ سچا بھی تھا۔

گیارھوان باب

طرز معاشرت اور بعض ذاتی خصائص

چونکہ شیخ نے ابتدائے عمر سے سادگی کے ساتھ بسر کی اس لیے دربار اکبری مین پہونچنے تک تو بغیر کہے ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اسکو تکلیفات کی پروا ہی نہ تھی اور وہ اس قدر صاف اور بے ساختہ پن کے ساتھ رہتا تھا کہ دوسرے سے بن نہ پڑے چنانچہ اُسکے حالات خود شاہد ہین کہ اوسنے کبھی نالش اور تکلیف کو پاس نہین آنے دیا وہ غذا مین تو اسقدر بے پروا تھا کہ کئی مرتبہ اشتہائے صحیح مین اُسنے اپنی محبوبہ بیوی کو روٹی پکانے کی بھی تکلیف نہ دی - اور دال چانول آٹا جو کچھ موجود ہوتا تھا یونہی استعمال کر لیا کرتا - اسکو یقیناً معلوم تھا کہ غذا کی غایت پیٹ بھرنا یا بھوک کی تکلیف سے نجات پانا ہے جو بغیر پکائے بھی ممکن ہے پھر ضرورت کیا کہ ایک وقت طلب امر کے لیئے بیوی کو الگ تکلیف ہو اور خود جدا انتظار کی زحمت اُٹھائے - بھوک مین مٹی کا نوالہ سونے کا ہوتا ہے بس اسی پر اُسکا عمل تھا اور بڑی ہمت سے وہ اسپر نباہ بھی کر لیا کرتا تھا اسکا خیال تھا کہ بیماری کے اسباب اور مرض کے موجبات غذا بد پرہیزی یا خارجی - علتین ہر گز نہین وہ کہتا تھا کہ جس پیٹ مین پکی روٹی ہضم ہوجاتی ہے کچا آٹا کیون نہ ہضم ہو ہمیشہ دہی کھایا کرتے ہین - آج کیا وجہ ہے کہ دہی سے زکام ہوجائے - اگر دہی مضر ہوتا تو ہمیشہ مضر ہوتا کبھی ہو کبھی نہ ہو یہ عقل کی بات نہین ہے یا بیماری مین گھی کم کھایا جائے دودھ کی ممانعت ہے

شیرینی سے پرہیز کرو - یہ سب باتین واہیات ہین بیماری مین ضعف ہوتا ہے
اور گھی طاقت لانے والی چیز ہے - پس ضرور عین بیماری مین کھانا چاہیئے تاکہ
ضعف نہ آنے پاوے - اسی طرح دودھ اور شیرینی تو بخار مین کھانا فرض ہے
کیونکہ منھ کا مزہ کڑوا ہوجاتا ہے اُسکے بدلنے کے لیے میٹھی چیز سے زیادہ
کوئی ضروری بات ہی نہین - وہ لرزہ اور بخار کی علت صاف طور پر اسطرح
بیان کردیتا تھا کہ جاہل اور گنوار تک سمجھ جاتے تھے - یعنی جب دھوپ مین
بہت دیر تک رہوگے ضرور بدن گرم ہوجائیگا - یہی بخار ہے اور جاڑا ایسے آتا ہے
کہ برسون سے خصوص سردی کے دنون مین جو پانی پیا جاتا ہے وہ جمع ہوتے
ہوتے اور پیٹ کی کوٹھری مین جہان مطلق گرمی یا آگ نہین پہونچ سکتی -
ٹھنڈا رہتے رہتے بدن مین کپکپی پیدا کردیتا ہے - یہی لرزہ ہے - اسی پر دلیل
یہ لاتا تھا کہ دیکھو جاڑون مین جب سرد پانی پیو تو بدن کانپنے لگتا ہے پھر پیٹ
مین اتنا بہت سا پانی جمع رہے اور لرزہ نہ آئے اسکے کیا معنی -

دست آنے کے متعلق بھی اُسکا یہ اعتقاد تھا کہ کسی دن پانی زیادہ پی لیا
گیا پس پیٹ کے اندر فضلہ گھُل گیا اور پتلا ہو کے نکلا -

پیٹ مین درد اسوجہ سے ہوتا ہے کہ آنتین تو بڑی ہوشیار ہین - جب
کھانا اُنمین پہونچتا ہے تو اتفاق سے ایک آدھ کو نہین ملتا ہے - پس وہ دوسری
آنتون سے لڑتی اور چھینتی ہے - اب یہ سب پیٹ کے اندر دوڑی دوڑی
پھرتی ہین - اُنکے چلنے اور دوڑنے سے پیٹ مین انکے پاؤن زور زور سے
پڑتے ہین اور دکھنے لگتا ہے -

دربار اکبری مین جب وہ پہونچا ہے تو وہان کے اُمرا اور خواجہ سراؤن نے
اُسکی پُرتکلف دعوتین کین - مگر وہ ہمیشہ شاکی اور متنفر رہا جسکی وجہ
یہ تھی کہ کھانے تو اس قدر لذیذ مگر کثرت اتنی کہ ایک ایک لقمہ بھی لیا
اور پیٹ بھر گیا - پس منھ مین ایک لقمہ کا مزہ کیا معلوم ہوسکتا ہے
جب تک ہر چیز کو بہت سی نہ کھایا جائے خاک بھی ذائقہ نہین
ملتا - ایسے کھانون سے بجز اسکے کہ غصہ آئے کہ ہائے کچھ نہ کھایا

کوئی حاصل نہین ہے۔ اسوجہ سے اُسنے چندروز کے بعد دعوتون مین جانا چھوڑ دیا اور ملاد وپیازہ کے گھر پر جو نکہ رہتا تھا انکے کھانون سے بھی ہچکچا تا رہتا اور ذرا انکی آنکھ بچی کہ بازار سے سیر آدھ سیر چنے بھنوا منگائے یا دس پانچ پھوٹین دو تین سیر گاجرین کبھی چنے کے ستو لیے اور پیٹ بھر کھا کے آسودہ ہوگیا۔

جب ملا صاحب کے یہان رہنے سے زیادہ تکلیف ہونے لگی اور اپنی پسند اور آزادی کے ساتھ کھانیکا موقع کم ملنے لگا تو شیخ الگ مکان مین اُٹھ گیا مگر باورچی خانہ کا انتظام نہ کیا اور رکھڑ اکھیل فرخ آبادی بازار سے کچھ لیا کھا پی کے ٹھکانے لگا دیا۔

لباس ہمیشہ سادگی کا لحاظ رکھا۔ یورپ کے اصول اسکو اُس وقت معلوم تھے جنپر آج عمل ہو رہا ہے یعنی وہ موٹے کپڑے کو بہت پسند کرتا تھا اور اس زمانہ مین ملکی صنعت کے گاڑھے دھوتر اُسکی مرغوب ترین چیزین تھین۔ دوسولی کی مرزائی یا بنٹی پاجامہ وہ اکثر پہنتا۔ گرمیان جاڑے برسات ہر موسم مین اصول صحت کے قاعدہ سے اُسکا لباس خالی نہ تھا یعنی جاڑون مین مسامات بند ہونیکا اسکو کامل یقین تھا اسلیے مصلحتاً باریک کپڑا استعمال کرتا جسکی کھلی دلیل یہ تھی کہ ایک تو مسامات بند اُسپر اگر گرم لباس پہنا جائے تو یقیناً دوران خون مین فرق واقع ہوگا اسلیے ہلکا اور باریک لباس پہننا چاہیے اسی طرح گرمیون مین گرم اور موٹا لباس اختیار کرتا۔

درباری لباس مین اُسکو ہمیشہ اُلجھن اور بے چینی رہی۔ بڑے بڑے گھیر دار جامے اور کمر مین پانچ سیر کا پٹکا سر پر گران بار رفیدہ شلوار کی قطع نرالی یہ تکلفات اُسکو بہت ناگوار تھے۔ وہ بے قید رہنا زیادہ پسند کرتا تھا۔ اور اسی وجہ وہ کبھی کبھی دربار مین بالکل تحت اللفظ ایک جانگیا یا مرزائی پہنے چلا جاتا اُسکے الناس باللباس کے مشہور مقولہ سے کبھی اتفاق نہ تھا۔ وہ ذاتی خوبیون کے سامنے صفات اضافی کو کچھ چیز ہی نہ سمجھتا۔ اُسکا قول تھا کہ گدھا جل اطلس سے گھوڑا ہو جائے تو ہو جائے۔ مگر انسان لباس فاخرہ سے

گھوڑا ہو نہین سکتا۔ نہ برہنہ سے وہ گاے بیل ہوجاے گا۔ انسانی خوبیان تمام لباس اور آرائش سے افضل ہین۔ اور کامل آدمی کبھی اُسکا مقید ہو ہی نہین سکتا۔ ستر عورت کے متعلق اُسکا انوکھا خیال آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ یعنی جب تمام اعضا ایک ہی جسم مین ایک ہی انسان کی ملکیت ہین تو کوئی وجہ نہین کہ ہر عضو کے کھولنے یا چھپانے پر تو آدمی آزاد ہو۔ اور خاص چیز کو ہمیشہ بند اور ڈھنکا رکھنے پر مجبور رہے کیا اُسپر ہمکو حق ملکیت حاصل نہین ہے۔ کیا ہم اُسکے مطیع ہین کہ ہمیشہ ڈھانپے رہین۔

اصول صحت کے اعتبار سے بھی وہ اسپر بحث کرتا تھا کہ اعضا کو ہوا پہونچنے سے تازگی اور تندرستی رہتی ہی پھر کیون سب کے ساتھ یکسان برتاؤ نہ کیا جائے اس حکیمانہ خیال سے وہ کبھی کبھی مختلع بالطبع ہو کے بالکل برہنہ ہو جاتا یا جسم اسفل کو کھلا رکھتا اور اعلی کو ڈھانپ لیتا۔

اخلاق کے اعتبار سے وہ ایک سراپا تہذیب بلکہ شرح تہذیب تھا اُسنے بارہا لوگون سے محض اخلاقاً ایسے وعدے کر دیے جنکے پورے کرنے کا اُسے خیال بھی نہ آیا۔ وہ کسی کی دلشکنی گناہ کبیرہ سمجھتا تھا اکثر اُسنے دروغ مصلحت آمیز یہ ازراستی فتنہ انگیز کے بھروسے پر سازشی گواہی دی اور کسی مجرم کو بچا لیا دعوتین تو اکثر دے دیا کرتا اور مہمانون کی خاطر مدارات یا کھانا موجود ہونے کی صورت مین وہ کسی پڑوسی کے مال پر تصرف کرتا نہ صرف ضروری سمجھتا تھا بلکہ واجب خیال کرتا تھا۔

لڑکون کے ڈھیلو نکا اُسنے کبھی خیال ہی نہ کیا اور تحمل کے ساتھ انکی اذیت گوارا کر لیا کرتا مگر محض اس خیال ہمدردی سے کہ لڑکے زیادہ شوخ نہ ہوجائین اور ایسی ہی کوئی حرکت اپنے والدین سے نہ کر بیٹھین۔ راہ چلتے کسی لڑکے کو پکڑ کے وہ قرار واقعی گوشمالی کر دیا کرتا تھا۔ یہ اُسکی انسانی ہمدردی قابل تعریف ہے۔

وہ زاہد خشک تو خدانخواستہ کیون ہونے لگا بلکہ ایک بزلہ سنج خوشمزاج آدمی تھا۔ ظرافت اور مزاح مین کبھی نہ چوکتا۔ ایک بار اُسنے اپنے مہمان کو

جمال گوٹے دے دیئے کہ اس سے زیادہ تفریح کا مشغلہ بھی نہ تھا ملا دو پیازہ کے طہارت کے لوٹے مین مرچین گھولدین - ملا صاحب کا خفا ہونا اور اسکا مارے ہنسی کے لوٹنا عجب سمان تھا - ایک بڑھیا اکبر آباد مین رستے جا رہی تھی آپنے اُسکے قریب جاکے باد مخالف صادر کردی اور بڑھیا سے کہا "لے ڈے میرا نام"

حاضر جوابی مین اُسکا کوئی مقابل ہی نہ تھا - شیخ اور میخ کے قافیہ کا مشہور لطیفہ اُسی کی طبیعت خداداد کا نتیجہ ہے - جس سے جاٹ پیارہ تو لھو کا نام سُن کے حیران رہگیا - ایک شیعی عالم سے اکبر نے اسکا مناظرہ کرادیا اور انصافاً بازی شیخ کے ہاتھ رہی - عالم نے کہا کہ ہاتھ باندھ کے نماز پڑھنا درست نہین ہے - مشرکین مکہ آستینون مین بت رکھ کے نماز مین شریک ہوتے تھے - آنحضرت صلعم نے ممانعت فرمائی کہ ہاتھ باندھ کے نماز نہ پڑھی جائے اسکا جواب شیخ نے یہ دیا کہ ہان واقعی حکم ہوا تھا مگر جنکی آستینون سے بت نکلے انکو تو ہاتھ کھول کے نماز پڑھنے کا ارشاد ہوا اور جنکے پاس نہین نکلے وہ ہاتھ باندھ کے پڑھتے رہے -

اسکا حافظہ معمول سے زائد قوی تھا - اکبر آباد مین جب وہ آیا تو پہلے پہل ہاتھی دیکھنے کا اتفاق ہوا - اُسنے اسکو اپنی کتاب یادداشت مین ٹانک لیا - ہاتھی چند روز کے بعد فصلی میوہ امرود بازار مین دیکھا اسکا نام بھی پوچھ کے لکھ لیا - امرود زمانہ گزر گیا اور یہ دونون لفظ اسکے یاد لکھے رہے جب وہ دربار سے خفا ہو کے گھر چلا آیا اور جھوپڑے مین رہنے لگا - ایکدن ایک ہاتھی چرکتا نے کے اُدھر سے نکلا گاؤن کے لوگون نے ایسی عجیب چیز دیکھ کے بڑی حیرت کی اور سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہے شیخ چلی کو خبر ہوئی اور ہاتھی دیکھکے فوراً حافظہ نے یاد دلایا کہ مین نے اُسکو دیکھا ہے اور لکھ بھی لیا ہے جلدی جلدی یادداشت نکالی اور لوگون سے کہنے لگا مین سمجھ گیا - تم گھبراؤ نہین یا تو یہ ہاتھی ہے ورنہ امرود ضرور ہی ہے - یہ کہہ کے شیخ رو پڑا کہ ہمارے بعد یہ باتین کون بتاے گا -

شیخ کی شجاعت بکار رہتے ۔ تہور تک پہونچ گیا تھا جسکی نظیر تو ہو کے واقعہ
سے ملسکتی ہے ۔ اسکی پر قوت طبیعت مین خوف وہراس پیدا ہی نہ ہوئے تھے ۔
نہ اُسنے کبھی جبین سے کام لیا مستقل مزاجی شجاعت کا ایک خاص جوہر ہے وہ
شیخ کو پوری پوری حاصل تھی جسکی وجہ سے اسکے کسی کام مین ہلاہتی اور بےترتیبی
ہونے ہی نہ پاتی تھی ۔ گھبرانا یا پریشان ہونا تو اُسنے سیکھا ہی نہ تھا ۔ مگر
تمام عمر مین ایک بار وہ ایسا بوکھلا گیا اور اتنا بدحواس ہوا کہ گویا وہ مجنون
ہو جائے گا ۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ جب گھر سے نکل کے سفر کر رہا تھا ایک دن
ایک قصبہ مین پہونچا ۔ وہان ایک مبتذل سرا تھی جسمین وہ فروکش ہوا ۔
کوٹھریان تنگ سائبان ندارد ۔ صحن چھوٹا اور غلیظ لید اور گوبر کے انبار لگے ہوے
کوڑا کچرا ڈھیرون پڑا ہوا ۔ اور برسات کا موسم نیم کے پھل تمام سڑے ہوے
صحن مین پھیلے ہوے تھے کیچڑ کی انتہا نہین ۔ ایسی خراب جگہ مین اسطرح کا
میرزا منش اور نازک مزاج آدمی ایک گھڑی نہین ٹھہر سکتا ۔ مگر مجبوری لاچاری سب کچھ
کراتی ہے ۔ شیخ بیچارہ ایک کوٹھری مین ٹھہرا اُمس اور گرمی کا تو اُسنے کچھ خیال
نہ کیا نہ اُسکی اصلی حالت صحت اور طبعی قوت ان خارجی امور کو مانتی تھی ۔ مگر رات
کو مچھڑون نے شیخ کی گرمی صحبت کو اپنا افتخار سمجھا اور چارون طرف سے دل کے
دل ٹوٹ پڑے ۔ شیخ نے پہلے تو ہاتھون سے کام لیا اور بعض دفعہ کان کے
پاس مچھڑنے جب نفیری بجائی اور باضابطہ نوٹس دی کہ مین آ پہونچا
غصہ مین ایسا پیٹ جمایا کہ اپنی ہی کنپٹی جھنّا گئی ۔ جب مچھڑون نے زیادہ زغہ
اور دست درازی کی تو بہادر شیخ نے جھپٹ کے تلوار گھسیٹ لی اور بزن
بول دیا مچھڑون کے کشتون کے پشتے لگا دیے ۔ لاش پر لاش گرتی تھی ۔ سارا
پلنگ تمام کوٹھری لہولہان ہو گئی ۔ اور یہ بہادر شیر دل برابر دودستی پھینک رہا ہے
مچھڑنے جبین کی اور شب سے رسید کر دی ۔ کان کے پاس بولا اور پیترا
بدل کے طمانچے کا ہاتھ مارا اگر مچھڑ بھی بلائے بے درمان تھے ۔ ایک ہون
دو ہون ۔ سو ہون ہزار ہون تو کوئی مارے یہ تو لاکھون تھے اور تابڑ توڑ
مدد آ رہی تھی ۔ فوجون پر فوجین چلی آتی ہین ۔ جسطرح آجکل ٹرنسوال پہ

لام بندھا ہوا ہو - نفیری بج رہی ہے جس سے کوٹھری گونج اٹھی - اب تیغ ٹوٹی
اور بازو سست ہو گئے - پھر بے تلوار کے لڑتا رہا - آخر کب تک تازہ دم رہتا
ساتھ ہی حواس بھی بگڑ گئے - آپ جانئے لڑائی مین حواس ہی کا کھیل ہے -
یہ نہین تو کچھ نہین - اور غضب یہ ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مچھرون کی اسی دم
آ پڑی اور یہ خاص ملیشیا کی پلٹنون سے مرتب تھی - لیجیے اور بھی ہوش
بگڑے - باہر مینہ موسلا دھار برس رہا ہے - جھینگے کا بھی رستہ نہین کس
مصیبت مین جان پڑی ہے - سب پر طرہ یہ کہ لوگ سنین گے تو کیا کہین گے مچھرون
نے بھگا دیا - مگر اب تو جان ہی پر بنی ہے - اور طاقت و حواس دونون نے
جواب دیا - ناچار اسی طرح شمشیر خونچکان ہاتھ مین لیے ہوئے شیخ کوٹھری
سے بھاگا - صحن مین کیچڑ اور پانی سے پاؤن نہین ٹھہرتا - گھبراہٹ مین
ایک گھوڑے کی پچھاڑی سے پیر الجھا اور دھڑام سے گرا اٹھا اور پھر بھاگا -
پھاٹک بند سارے مسافر سو رہے ہین - بھٹیاریان الگ خراٹے لیتی ہین
کدھر جایئے کیا کریے آخر زور سے غل مچا دیا کہ دوڑو لوگو دوہائی ہے - سب
اٹھ پڑے تو شیخ صاحب کو اس ہیئت کذائی سے دیکھا کہ ننگی تلوار ہاتھ مین
خون ٹپک رہا ہے کپڑون پر لہو کے لختے جمے ہین اور سخت بدحواس ہین - لوگ
سمجھے ڈاکہ پڑا - اب پوچھتے ہین تو شیخ کچھ بتاتا نہین - ایک تو تھکاوٹ دوسرے
گھبراہٹ - بارے دیر کے بعد حواس ٹھکانے ہوئے - قصہ جہاد بیان کیا
لوگون نے دلاسا دیا بڑی تعریف کی - بس یہان تو شیخ کے استقلال اور
جمعیت خاطر مین ذرا سا اختلال آ گیا تھا ورنہ کیا طاقت کہ وہ سخت سے
سخت معرکہ مین بھی گھبرائے -

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

قصبات دیہات مین خانہ جنگیون کی کیا کمی - شیخ کو ایسے اتفاقات بارہا پڑے
ہین - وہ اکیلا دس دس کے مقابلہ مین ڈٹ گیا - گھر مین جھینگر بولا اور
اسنے دھڑ سے لاٹھی رسید کی - چوہون کا تو ناس ہی کر دیا - کھیت مین

چڑیون کو پھٹکنے تک نہ دیتا۔ کہتے اسکی تلوار کے گھاٹ روز ہی اُترا کرتے اسکی دھاک تمام قصبہ مین اور اردگرد کے دہات مین بندھی ہوئی تھی۔ ایسا جیالا انچھلا سپاھی دیکھا ہی نہین۔

ایک دفعہ اسکے قصبہ مین ایک شیر جنگل سے بھٹک کے آگیا۔ اور کئی آدمیون کو زخمی کرڈالا۔ شیخ کو اُسوقت خبر ہوئی جب لوگون نے شیر کا کام تمام کردیا تھا۔ مگر اس بہادر کو اسوقت جوش اور غصہ آیا کہ میان گھر ہی مین چھوڑ دی۔ اور تلوار سوت کے ایکا۔ شیر کی نعش مارے تلوارون کے چورنگ بنادی تب اُسکا غصہ جلا اب ٹھنڈا ہوا۔

شیخ کی غیوری کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ فاقہ کی حالت مین بھی کسی سے سوال کرنا اُسکے لیے موت تھی۔ اہل جیران اسکی مصیبت مین کبھی شریک ہوجاتے تو اُسپر لاکھون گھڑے پانی پڑجاتا۔ اور مارے غیرت کے جسطرح ممکن ہوتا۔ وہ اس احسان کا بدلا ضرور کردیتا۔ اسکا چھوٹا بچہ جاتا رہا۔ اہل محلہ مخصوص ہمسایہ کے لوگ شریک ہوے۔ اور معمولی طور پر کفن دفن سے فراغت ہوگئی۔ اب شیخ کو فکر ہوئی کہ کسی طرح پڑوسی کا احسان اُترے مگر اتفاق سے جلد کوئی موقع نہ ملا۔ مدت کے بعد ایک بڑھیا چل بسی۔ شیخ سویرے ہی دروازہ پر پھونچ گئے اور کمال کشادہ پیشانی سے شریک رہے جب سب باتون سے فراغت ہوگئی۔ شیخ نے بڑے ناز کے ساتھ صاحب میت سے کہا کہ بھائی آج اللہ نے مجھے سرخرو کیا اور تمہارا احسان سر سے اُترا۔ آیندہ بھی ضرورت ہو تو مجھے ضرور خبر کرنا۔

جن دنون شیخ سفر غربت مین تھا ایک دن ایک گانون مین پہونچا وہان نہ دُکان تھی نہ مسافرخانہ۔ نہ سرا۔ اور کسی سے جان نہ پہچان مگر گانون کے زمیندار نے اسکو کمال منت سے اپنے گھر لیجا کے کھانا کھلایا شیخ نے بمقتضاے انسانیت کھانا تو منظور کرلیا۔ لیکن اُسکے دروازے پر سونے کے لیے محض غیرت کی وجہ سے کسی طرح گوارا نہ کیا۔ اور میدان مین ایک املی کے درخت پر چڑھ کے رات بسر کردی صبح کو اپنے میزبان کا شکریہ ادا کیا اور چلدیا۔

۱۲

بارھوان باب

شیخ کی علمیت اور شاعری - اور دیگر فنون

شیخ کی تعلیم کا حال ہم اُسکی ابتدائی عمر کے حالات مین لکھ چکے ہین - مگر وہ صرف رسمی بات تھی کہ اُسکے باپ نے زبردستی اُسکو پڑھوایا - پھر اچھا کیا - درحقیقت اُسکی استعداد علمی بہت کم تھی مگر وہ خداداد قابلیت جو فطرتاً اُسکی ذات مین ودیعت کی گئی تھی اُسکے سامنے رسمی علوم کی نہ حقیقت تھی نہ ضرورت - اُسکا جی حساب مین کبھی نہ لگا - گویا اُسے طبعی نفرت تھی گو وہ سو تک گنتی بے تکلف جانتا تھا - مگر اپنی ایجاد و اختراع کو اُسنے کبھی ہاتھ سے نہین جانے دیا یعنے بیس تک تو وہ فرفر گن جاتا اُسکے آگے اکیس سے بجائے بیس پر ایک بیس پر دو اسی طرح بیس پر نو کے بعد وہ تیس کہتا - اور تیس پر نو کے بعد بجائے چالیس کے دو بیس اور ساٹھ کو تین بیس - اسی کو چار بیس - اسکے بعد پورے سو اور پھر سو پر دس یا بیس اسی طرح شمار کرتا - مگر حق یہ ہے کہ اس فن مین اسنے مطلق بے توجہی کی اس لیے ہم کوئی فیصلہ نہین کر سکتے -

فن انشا مین اُسکی لیاقت کا حال معلوم نہین اُسوقت ڈاک کی یہ آسانیان تو موجود نہ تھین اسلیے خط لکھنے کا موقع کم ملتا - البتہ وہ کچھ علمی مسائل یا حکمت کے معرکہ آرا مباحث لکھ لیا کرتا تھا جسکو زمانہ نے مٹا ڈالا پھر کیونکر اندازہ کیا جاے کہ اُسکی فصاحت و بلاغت کا کیا رتبہ تھا -

نظم مین البتہ اُسکو زیادہ دلچسپی تھی اور شعر خوب کہتا تھا اُسوقت کی زبان تو نہ تھی خالص دربار شاہی مین فارسی بولی جاتی تھی عوام کچھ بھاکا ملی ہوئی بولی بولتے تھے - اس لیے اُسکی شاعری مین ان دونون خصوصیتون کی جھلک پائی جاتی ہے - اور یہ صنعت سب سے زیادہ مشکل ہے - جب شاہزادہ سلیم کی شادی نواب جودہ بائی مہاراجہ بھگوانداس راجہ جودھپور کی بیٹی سے ہوئی ہے دربار اکبری کے شعرا نے بڑے صنائع و بدائع کے قصیدے - مبارکباد مین - سہرے وغیرہ لکھے شیخ صاحب نے بھی یہ مبارک -

ہمیشہ دلیرے سوجان مبارک باشد

لکھ کے پیش کی - اکبر نے اسکو اسقدر پسند کیا کہ اسی وقت نور بائی رقاصہ خاص کو
یاد کرائی گئی - اور عین نکاح کے بعد بزم طوی میں گائی گئی - اسکی خوبی اُسکی مقبولیت
ہی سے ظاہر ہے کہ آجتک جشنوں میں ضرور گائی جاتی ہے ہزار روپیہ روز کا طائفہ بھی
اس مبارکباد کو ضرور گائیگا - تذکرہ نگارون کو اختلاف ہے کہ یہ شعر ؎

منما ضنی بہم آوتے ہین
تو جھیر اٹھانے کو تم آوتے ہین

شیخ چلی کا ہے - یا لال جھکڑ کا - مولانا غلام علی آزاد بلگرامی تو خزانہ عامرہ مین شیخ چلی ہی کا
ثابت کرتے ہین - مگر صاحب آتشکدہ لال جھکڑ کے طرفدار ہین اور حضرت آزاد
سے مین متفق ہون کیونکہ ایسی سلاست اور برجستگی نشست الفاظ - طرز ادا حضرت
شیخ کا خاص حصہ ہے - افسوس نا قدردانی زمانہ نے جہان اور ہزارون گنج شائگان
خاک مین ملا دیے - اسی طرح شیخ کا دیوان اور دوسرا کلام یعنے یہ بے بہا
لعل و گہر اُسکے ساتھ ہی زمانہ سے ناپید ہو گئے - چند اشعار متفرق طور پر
جو زبان زد خاص و عام ہین درج کیے جاتے ہین - ہمنے انتخاب کو دخل نہین دیا ہے

؎ اکہتر بہتر تہتر چوہتر ۔۔۔ پچہتر چھہتر ستہتر اٹھتر
؎ حسین آباد بنا ہے جسکے نمودار ہوا ۔۔۔ گلشن ڈالا کہ بادشاہ کا نام ہوا
؎ آغا تقی کے باغ مین ایک توپ گڑی ہے ۔۔۔ بندر کی شکل ہو کے مچھندر تو لڑی ہے
؎ آغا تقی کے باغ مین گچھا انار کا ۔۔۔ چھاتی پتنگ کے مر گیا تو بیٹا اسنار کا
؎ چندا ماموں آجا آجا آجا ۔۔۔ دودھا جا دھیا جا سونے کا ٹکہ دیجا
اگر ہم باغبان ہوتے تو گلشن کو لٹا دیتے ۔۔۔ اگر ہم پتنگ ہوتے لگا کر پیچ عشق کا فلک پر سر کٹا دیتے
؎ زلف اس مکھڑے پہ اسطرح سے لہرا رہی ہے ۔۔۔ بھینس جسطرح سے کونڈی مین کھلی کھا رہی ہے

موسیقی مین شیخ کا وہی پایہ ہے جو بغداد مین اسحق موصلی کا تھا - ڈفلی اور
ڈفالیون کا ترانہ آپ ہی کے ایجاد سے ہے - کنکڑی جو سرکیون کی
بنا کے نیچے بجایا کرتے ہین - اُسکے اختراع کا فخر بھی اسی یگانہ روز کو حاصل
ہے حضرت امیر خسرو نے اسی کو دیکھ کے ستار بنایا - سچ تو یہ ہے کہ خسرو کا ستار

شیخ کی کنگڑی کا ہمیشہ ممنون رہے گا - ایجاد کا حق کبھی زائل نہین ہوتا اور موجد کی دماغی قوت ہر زمانہ مین قابل احسان سمجھی جاے گی - میرے نزدیک ڈیوٹ کا موجد اور چرخہ کا بانی صدہا قطع کے نمونون اور ہزار ہا شکل کی مشینون کے بنانے والون سے بدرجہا قابل عزت ہین کہ اُنھون نے ایک صورت قائم کی - اب تم تکلفات سے جو چاہو کر لو - شیخ خوش گلو ہو یا نہ ہو کیونکہ ہم نے اُسکا گانا نہین سُنا - مگر اصول موسیقی کا بہت بڑا ماہر تھا گدھے کی نہیق مین وہ ہمیشہ تال سم قایم کر لیا کرتا تھا اور زیر و بم اسی سے اُسنے حاصل کیا - نکھاو اور پنجم کے سرون مین ایسے جوڑ لگائے کہ اچھے اچھے کلاونت کان پکڑتے ہین - ٹھیکہ پر سم اور دون مین گنگری اسی کی ایجاد ہے - سارنگ وہ آدھی رات کو اور بھاگ دوپہر کو اسطرح چھیڑتا کہ بے وقت کی راگنی کا الزام ممکن نہین اُسپر کوئی لگا سکے - دیپک عمر بھر مین ایک دن جب وہ سفر مین تھا گائی تھی - آج تک مہابن مین آگ لگی ہوئی ہے مشہور راگنیون کے علاوہ اپنی اختراعی راگنیان خوب ادا کرتا تھا - مثلاً ایک دُھن اُسنے صوت الحمیر نکالی تھی اسمین ایسے ایسے لہرے نکالے کہ آجتک نام ہے - اُسکا قول تھا کہ حنجرہ سے جو آواز نکلسکتی ہو وہ لے مین ڈوبی ہوتی ہے خواہ کسی کی ہو - طبلہ مین ٹکڑے بجانا تو اُسکے بائین ہاتھ کا کھیل تھا - چوتا ایسا بجایا کہ منے خان اُسکا نام لے کے کان پکڑتا ہے - نغمتہ البعیر اسکا رسالہ اس فن موسیقی مین بہت مشہور ہے اُسمین تھاپ پر سم کھانے کی ایسی باریک باتین بتائی ہین کہ سمجھنا دشوار ہے - اکبری دربار مین اس فن کے صلہ مین اُسکو اتنا کچھ ملا کہ اسحق کو مامون رشید نے بھی نہ دیا ہوگا -

علم ہیئت مین بھی اُسکو کسی قدر ملکہ تھا - دربار اکبری مین ایک حکیم نے بڑا سا برنجی کرہ پیش کیا جو نہایت عجیب و غریب تھا - مگر شیخ نے اسی وقت ایک زبردست غلطی ثابت کر دی - اس برنجی کرہ مین درجون اور دقیقون کے خطوط مرکز سے قطر کی تقسیم کے لیے برابر کھچے تھے - ثابت

یہ کیا جاتا تھا کہ زمین گول ہی اور خط استوا کے دو جانب قطبین کی طرف اوسکو تدریج تدور ہوتی جاتی ہے - شیخ نے اعتراض کیا کہ زمین گول کیونکر ہو سکتی ہے اگر گول ہوتی ایک آدمی یا ایک چیز اُسپر قائم نہ رہ سکتی - ادھر ادھر ڈھلکتی پھرتی گویے پر کہین ٹھہرا جاتا ہے - قطع نظر اسکے سارے دریا سمندر اسی زمین پر جاری ہین اگر زمین گول ہوتی تو تمام زمین پر پانی پھیل جاتا گولا آپ ہی ڈبکیان کھاتا پھرتا یہ کیسی بدعقلی کی باتین ہین -

شیخ باجرے کا ملیدہ اتنا خوش ذائقہ اور لطیف بناتا تھا کہ حلواے مسقطی اور نان بشیر کی حقیقت نہ تھی - دوسرے کھانے بھی وہ پکا لیتا تھا اور اچھے پکاتا تھا - مگر ماش کی دال مین بتھوے کا ساگ اسکے واسطے مخصوص تھا کھوری بغیر ادھن کے اپنے کبھی نہین پکائی اور نہ ارہر کی دال بغیر پالک کے ساگ کے اسکو اچھی معلوم ہوئی - کیری کی چٹنی اور املی کا کچھا بہت ہی لذیذ اور چٹ پٹا بناتا تھا - کچے کیتھے کو نمک کے ساتھ کھاتا اُسی کی ایجاد ہی - جنگلی بیرون کو جوش دے کے وہ ایک قسم کی شراب بناتا تھا - ہی کا نام شراب الصالحین ہے -

شیخ نہایت سادہ مزاج تھا اسکو ہلکے ہلکے صوفیانہ رنگ بہت پسند تھے ملتانی مٹی مین وہ ہمیشہ اپنی لنگی اور چادر بہت ہی تکلف کے ساتھ رنگ لیا کرتا تھا - ببول کی چھال کا رنگ کاٹ کے وہ ایسا پائدار رنگ رنگتا تھا کہ کپڑا پھٹ جائے مگر رنگ نہ جائے - ایک بار اُسکے یہان ایک بکری بیمار ہو گئی جسکو ذبح کرنے کے بغیر چارہ نہ تھا - شیخ کو خون دیکھ کے اُسکا شوخ رنگ ایسا پسند آیا کہ اپنا کرتہ پاجامہ دونون اسمین رنگ لیے گوالیار کے اکثر رنگ اُسی کی ایجاد سے ہین -

حقائق اشیا کا ماہر اتنا بڑا کوئی ہوا ہی - غلہ کے تمام اقسام کو وہ بلا تردد پہچان لیتا تھا - اور سب کے نام اُسکو حفظ تھے - انکی ترکیب استعمال مین بھی اُسنے کبھی غلطی نہین کی - مثلاً گیہون وہ ہمیشہ پسوا لیا کرتا تھا - چنون کو بھون کے کھانے کی ترکیب اُسنے نکالی - تانبے پیتل لوہے کو وہ الگ الگ تمیز کر لیا کرتا تھا - اور انکے رنگ صاف

بتا دیتا تھا۔ معدنی اشیا کو ہمیشہ فلزی چیزون سے برابر تبادلہ کر لینے مین اوسکو
اہتمام رہا۔ سونے چاندی کے متعلق اُسکو یہ بحث تھی کہ صرف رنگ کے
فرق سے کیون قیمت مین تفاوت ہے اس کے متعلق دربار اکبری سے زیادہ امتحان
کا کون میدان تھا۔ وہان جب اوسنے مناظرہ کیا ہے تو کسی کو جواب دینے
کی مجال نہ تھی۔ اور وہ اس بات پر اڑا رہا کہ صرف ایک ذہنی فرق پر
ایک چیز کو کم حقیقت دوسری کو گران قیمت کیون قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر
اُسنے بارہا اشرفی کو روپے کے ساتھ برابر برابر تبدیل کرا لیا اور صراف کو ماننا
ہی پڑا۔

منطق الطیر مین بھی اُسکو کچھ ملکہ تھا۔ سویرے سویرے کوے کے بولنے پر وہ
دن بھر مہمان کا انتظار کرتا رہتا۔ صبح کو مرغ بولتے ہی وہ سمجھ جاتا کہ تڑکا ہو گیا مرغیون
کے کڑکڑانے کے ساتھ ہی وہ بیوی کو بتا دیتا کہ اب انڈے دینگی گھر کے
پلے ہوے طوطے کی بولی وہ بہت ہی جلد اور صفائی کے ساتھ سمجھ جاتا تھا اور
گھر والون اُسکی لغت مین باتین کیا کرتا۔

اسی طرح اور جانورون کی زبان جانتا تھا گھر کی بکریان جب رات کو غیر معمولی
طور پر پکارتین وہ کہدیتا کہ بھیڑیا لگتا آیا ہے۔ جب بکری باہر سے چر کے
آتی اور بچہ پکارتا تو وہ ہنس کے بیوی کو بتا دیتا تھا کہ دیکھو یہ دودھ مانگتا ہے
اور ماں بھی اُسکا جواب دے رہی ہے کہ ٹھہر جا پلاتی ہون۔ کتون کی بات چیت
چورون کے آنے پر اُسے برابر معلوم ہو جاتی اور بے تحاشا وہ پڑوسیون کو پکار کے
اس خطرے سے آگاہ کر دیتا تھا۔ گھوڑا اُسنے پالا ہی نہین۔ مگر سراے وغیرہ
مین کسی کا گھوڑا رات کو ہنہنایا کہ اُسنے بھٹیاری یا سائیس کو ڈانٹا کہ گھاس
مانگتا ہے گھاس۔

بیل اُسکے گھر مین جبتک رہے وہ انکی منطق ہی مین اُنسے بات چیت کیا
کرتا۔ مثلاً بیل کو دھیما اور قابو مین کرنے کے لیے وہ ایک خاص آواز
اور ادا سے چمکارتا اور وہ فوراً مان جاتا۔ یا چلنے کے لیے جو الفاظ بیل کی
زبان مین متعین تھے شیخ وہی لفظ بولا کرتا اور بیل چل پڑتا۔ پانی پیتا

باتین اور بھی کچھ کھین جس سے بیل فوراً متوجہ ہو جاتا اور گھٹ گھٹ پانی پی لیتا۔

بھینس کی آواز چونکہ زیادہ سریلی اور خوش ہوتی ہے شیخ کو بہت مرغوب تھی خصوص جب وہ اپنے بچے سے دلار کی باتین کرتی تو شیخ زیادہ متوجہ ہو کے سنتا۔ اور خود زباندان تھا۔ اسکو لطف بھی بہت ملتا اور ہنسا کرتا۔

ہاتھی اکبر آباد مین بارہا دیکھا اور تمام ارکین سلطنت اسکے یار تھے سب نے اسکو چڑھنے پر مجبور کیا۔ مگر وہ دانشمند ایسی جوکھم مین پڑنا پسند نہ کرتا تھا کہ ایک چلتے پہاڑ بیٹھ کے اپنی تشہیر کرائے اس لیے کبھی حامی نہ بھری۔ اور دور ہی سے اس کالی بلا کو سلام کیا۔ مگر زبان اسکی بھی جانتا تھا اور اس فرق کے ساتھ کہ افریقہ کے ہاتھی عربی بولتے ہین اور جنگلی بن کے بھاکا۔ اسکا ثبوت اسطرح ہوا کہ ایک افریقہ کا دوسرا جنگلی بن کا ہاتھی دونون ایک مقام پر موجود تھے پہلے ہاتھی سے فیلبان نے کہا میل میل۔ اور ہاتھی فوراً بڑھ گیا۔ شیخ نے تڑ سے بتا دیا کہ یہ عربی سمجھتا ہے۔ میل اور مائل ایک ہی مادہ سے ہین۔ فیلبان نے آگے بڑھنے کو کہا وہ چل نکلا۔ دوسرے ہاتھی کو دھت دھت کہا گیا وہ پیچھے ہٹا۔ شیخ نے بتایا کہ دھت کلمہ زجر کا ہے اور ہاتھی سمجھ گیا کہ مجھپر ملامت ہوتی ہے وہ ہٹ گیا۔

بندر سے وہ بہت خفا رہتا کیونکہ اسکی متانت کو اس مسخرے کی بیہودگیون اور شرارتون سے کوئی مناسبت ہی نہ تھی اکبر آباد کے سفر مین جب اسکا گذر بندرابن ہوا چاہا راستہ ہی چھوڑ دین اور باہر باہر نکل جائین۔ چنانچہ اس نے جہان سے سنا تھا کہ آگے بندرابن ہے وہ وہین سے کترا گیا اور داہنے ہاتھ کو مڑ کے ایک طرف چل نکلا۔ شام تک چلا اور کچھ اس ترکیب سے چلا کہ جہان سے مڑا تھا اور جہان شام کو پہونچا نیم دائرہ کی شکل مین راستہ قطع کیا۔ اور جب بستی مین پہونچ کے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ بندرابن ہے۔ لاحول ولاقوۃ یہ تو کچھ نہ ہوا۔ خیر رات کو سرا مین سو رہا صبح کو اٹھا تو پہلے سامنے کھپریل پر ایک خفا دری بندر ہی پر نظر پڑی اور داسنے وہین سے شیخ کو گھورا یہ منھ پھیر لکے

پلٹتے ہی تھے کہ اپنی کوٹھری کے سائبان پر دس پانچ دھوپ کھاتے نظر پڑے
آپ بہت چکرائے مگر حواس تو اُسکے کبھی جاتے نہ تھے کوٹھری مین پلٹ کے
چارپائی پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا - ہزارون ترکیبین ذہن مین آئین مگر سب
بیکار - آخر ایک بات سوجھ گئی اور شیخ نے فوراً بھٹیارے کو بلا کے حکم دیا کہ
ہمارے لیے جو کھانا پکے وہ دو آدمی کا ہو - بھٹیاری نے تعمیل کی اور جلد جلد
کھانا تیار کردیا - جبتک شیخ اندر ہی بیٹھا رہا - کھانا پک کے آیا تو بندر پیچھے
پیچھے وہ تو سمجھ ہی گئے تھے آج بڑے میاں کو ان کا منھ دیکھا ہے دعوت کھینچنگے
غرض شیخ ایک طرف سائبان مین کھانا رکھوا کے پھرتی کے ساتھ کوٹھری سے
باہر ہوگیا اور آناً فاناً سرائے نکل کے یہ جا وہ جا - اپنا راستہ لیا - بندر کھانے
مین ایسے مصروف ہوئے کہ شیخ کا شکریہ تک نہ ادا کرسکے -

۱۳ تیرھوان باب

چند نکتے اور رسیں

(اعتبار) شیخ کے گھر کسی نے لکھ بھیجا کہ شیخ کا انتقال ہوگیا بیوی بیچاری بہت
روئی چوڑیان ٹھنڈی کرڈالین - نتھ بڑھادی - رنڈ سالے کا جوڑا پہنا - سب
رسوم سے فراغت کے بعد اکبر آباد کو قاصد روانہ کیا یہان پہونچا تو شیخ کو
صحیح و سالم ہٹا کٹا پایا اور سارا ماجرا بیان کیا - شیخ زار و قطار رونے لگا ملا دوپیازہ
نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہے آپ نے فرمایا بیوی بیوہ ہوگئین ملا صاحب نے
کہا تم زندہ بیٹھے ہو بیوہ کیسے ہوگئین - شیخ نے فرمایا ہون کیا مین یہ نہین جانتا
مگر یہ آدمی بڑا معتبر ہے -

(وکیل قطعی) فیضی نے شیخ سے پوچھا کہ بتایئے توسہی پہلے انڈا پیدا ہوا یا
مرغی - شیخ نے ذرا سوچ کے اس مشکل مسئلہ کا چار طرح جواب دیا -

(۱) انڈے سے مرغی پہلے پیدا ہوئی اور مرغی سے انڈا -

(۲) مرغی سے انڈا ہوا اور انڈے سے مرغی -

(۳) انڈا مرغی سے پہلے ہی کیونکہ انڈے سے مرغی نکلتی ہے -

(۴) مرغی پہلے تھی کیونکہ اسی سے انڈا ہوتا ہے۔

محنت کم فائدہ زیادہ | یورپ میں آج جو ہنرمندیاں پائی جاتی ہیں اور وہاں کے دانشمندوں کی طباعی سے مشینوں کے ذریعہ سے ایک میں دو دو چار کام لیے ہیں۔ اس اصول سے شیخ بے خبر نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ کھیتی کی ترتیب ابھی تو ضرور ہے۔ مگر یہ دقت ہے کہ چاول دال ملانا پڑتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ ایسی ترکیب کیجائے کہ کھچڑی ہی کھیت میں پیدا ہو۔ بیوی نے اور شیخ نے چاول اور دال ملا کے تخم ریزی کر دی۔ مگر اتفاق سے اس سال پانی نہ برسا اور روئیدگی معلق نہ ہوئی ورنہ کامیابی میں کیا شبہ تھا۔

رحم | شیخ کے باپ دادا کے وقت کی ایک گھوڑی تھی۔ چونکہ وہ باپ کی نشانی تھی اسکو بہت پیار سے رکھتے اور روزانہ چارہ خود ہی دیتے۔ ایک بار جنگل کو گئے اور گھاس چھیل کے گٹھا باندھا۔ پہلے گھوڑی پر رکھا اور خود بھی سوار ہونے کو تھے۔ خیال آگیا اسپر بوجھ ہو جائے گا لہذا گٹھا تو اپنے سر پر رکھا آپ گھوڑی پر لد بیٹھے۔ اسطرح بوجھ تقسیم ہو گیا اور گھوڑی کو تکلیف نہ ہوئی۔

قومی جوش | شہنشاہ اکبر ایک روز بیربل کو حسب معمول قومی فضیلت کے بارے میں چھیڑ رہے تھے۔ بیربل نے عرض کیا۔ خداوند ہندوؤں کو ہر طرح اولیت اور فضیلت حاصل ہے یہاں تک کہ ایک نظریہ ہے کہ ہندو کا پہلے اور مسلمان کا بعد نام لیا جاتا ہے یعنی ہندو مسلمان۔ شیخ کسی اور کام میں راجہ ٹوڈرمل کے پاس موجود تھے۔ یہ آواز جو کان میں پہنچی وہیں سے بول اٹھے۔ جہاں پناہ پیچھے چور رہے مرد۔

سادگی | علامہ ابوالفضل نے ہنس کے شیخ سے کہا کہ یہ بات آج تک سمجھ میں نہ آئی کہ آخر [illegible] ہی کے روز پڑتا ہے۔ شیخ نے کہا آپ اتنی کو نہیں سمجھتے۔ ہمارے قصبہ میں عشرہ محرم ہمیشہ [illegible] میں آیا کرتا ہے۔

اپنی عزت اپنے ہاتھ | راجہ بھگوند اس والی جیلمیر کے بیٹے کے جنیو کی رسم مین بڑا جلسہ اکبر آباد مین ہوا۔منی بائی طوائف کا مجرا ہو رہا تھا۔کسی حریف کے اشارہ سے اُسنے یہ شعر گایا۔اور شیخ کی طرف ہاتھ اُٹھا کے بتایا ؎

ریش سفید شیخ پہ ہرگز نہ جائیو
اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح

شیخ نے جھپٹ کے ایک طمانچہ اس زور سے رنڈی کے مارا کہ سارا جلسہ درہم برہم ہو گیا

خاموشی اور حفظ لسان | شیخ کبھی بے موقع بات نہ کرتا۔اور خاموشی کے فوائد سے پورا آگاہ تھا۔وہ ایکبار سخت علیل ہوا اور جان پر نوبت آ گئی۔شہنشاہ اکبر نے اپنے خاص طبیب مہاراج اندر مان ویدانت برہمن کو علاج کے لیے بھیجا شیخ سے حال پوچھا۔اُسنے مطلق جواب نہ دیا۔بڑی سرکھپی کے بعد ارشاد ہوا۔بیمار ہون مگر نہ بیماری کا حال کہا نہ اسکے اسباب۔طبیب نے اپنی اٹکل سے نسخہ لکھدیا اور چلا آیا اسطرح اسکے گھر مین آگ لگی۔نوکر چاکر باہر تھے۔شیخ صحن مین ٹہلا کیا سب جل کے خاک ہو گیا مگر اسنے بے فائدہ بات ناپسند کی۔

جھوٹ کی برداشت نہین | شیخ کی بستی مین دوسری جگہ سے ایک برات آئی اور اُسکے دروازہ کے سامنے سے نکلی وہ متین تو تھا مگر شوقین۔لڑکیان اور خود اسکی بیوی کوٹھے پر چڑھ گئین۔شیخ کا بھی جی چاہا۔مگر دروازہ پر کھڑے ہو کے دیکھنا خلاف تہذیب اور کسر شان سمجھ کے وہ بھی کوٹھے پر پہونچا۔منظور یہ تھا کہ یہان بھی کوئی پہچانے نہین۔اسلیے لال دوپٹہ اوڑھ کے عورتون مین ملگیا۔اور برات دیکھنے لگا۔بندہ بشر ہی چہرہ چھپانا بھول گیا۔ایک شریر لڑکے کی نظر پڑگئی اُسنے پھر اکے دوسرے لڑکے سے کہا "ارے غضب داڑھی مونچھون والی عورت" اور شیخ کیطرف اشارہ کیا۔اس جھوٹ اور اتہام پر شیخ کے آگ لگ گئی مگر پھر بھی تہذیب کو ہاتھ سے نہ دیا۔اور دوپٹہ اُتار کے کہا۔عورت آپکی والدہ ہونگی ہمتو مرد ہین۔

دور اندیشی | میرزا شاہ نواز بیگ قاقشال جب اکبر کی طرف سے ابراہیم عادل شاہ کے پاس سفارت پر گیا۔ابراہیم نے اکبر اعظم کے لیے بہت سے تحفے دیے ہین

تمباکو کا بھی ایک ڈبہ تھا - یہ نئی چیز جب دربار اکبری مین پہونچی اکبیر بڑے مباحثے ہوے - آخر خاص طبیب شاہی شفاء الملک کے امتحان اور مغور سے کے بعد تمباکو حقے مین بھر اگیا اور سر دربار اکبر کے سامنے پیش ہوا - شیخ نے اسکے پینے سے بے محابا اختلاف کیا - اور وجہ یہ بیان کی کہ چلم سے جسطرح دھوان کھچ کے منھ مین پہونچتا ہی - اگر کوئی چنگاری پیٹ مین اُتر جاے تو غضب ہی ہوجاے -

فن تعمیر کا کمال نواب بیرم خان نے مسجد بنوائی - جب اُسکے مینار اونچے ہونے لگے - شیخ نے راے دی کہ اسطرح مینار ٹیڑھے بننے کا احتمال ہی پہلے دو گہرے کنوؤن مین اینٹ چونا خوب بھر دیا جاے جب سوکھ جاے مینار بنے بناے نکل آئینگے - وہی کھڑے کر دیے جائین -

تمیز بذدقات حکیم افراطونس یونانی کا قصہ شیخ کے سامنے الہ وردی خان نے بیان کیا کہ ایک سو ایک ادویہ کی مرکب معجون کو اُسنے چکھ کے سب دواؤن کے نام بتا دیے تھے - شیخ نے ہنس کے فرمایا - یہ کونسی بڑی بات ہی ہم ہمیشہ باجرے کا ملیدہ اور بیسن کی کڑھی کھاکے بتا دیا کرتے ہین کہ ایک مین گڑ ملا ہوا ہے دوسرے مین نمک - مرچ - ہلدی - پیاز - اور میتھی کا بگھار بھی ہے بغیر چکھے وہ حکیم بتا دیتا تو اک بات بھی تھی

بشپ انڈریو سے انگریزی سیکھی اکبر کے دربار مین پرتگیزون کا سفیر رہتا ہی تھا اسی کی وساطت سے انگلستان کے لاٹ پادری بشپ انڈر کو بھی حضوری حاصل ہوئی - یہ بڑے لائق اور ملنسار تھے - فیضی نے اسی سے انگریزی زبان سیکھی چونکہ شیخ اکثر فیضی کے یہان جایا کرتا تھا فیضی کو انگریزی پڑھتے دیکھ کے آپ کو بھی شوق چرایا مگر ضد یہ کہ شاگردی کا ننگ کون گوارا کرے - شیخ کی ذہانت مسلم ہے اسنے فیضی کے سبق سُننا شروع کیے اور آپ سے انہین جوڑ لگا کے انگریزی الفاظ یاد کر لیے - یہ مشہور شعر ؎

اے نامے تو ژژدکرسٹو سبحانک لا الہ یا ہو

فیضی کے نام سے مشہور ہے مگر تذکرون سے ثابت ہے کہ شیخ نے اپنی

انگریزی دانی کے اظہار مین کہا تھا -

پرتگیزی سفیر کو زک

ڈیو رنڈ شیوری۔ پرتگیزون کا سفیر نہایت متکبر تھا مگر اکبر کے جبروت کے سامنے اسکی نخوت کیا چل سکتی تھی۔ تاہم اہل دربار اسکی رعونت کے چرچے کیا کرتے تھے۔ شیخ کو بھی یہ حال معلوم تھا مگر کبھی اس سے بات نہین کرتے تھے۔ نواب بیرم خان نے ایک دن شیخ کو اشارہ کر دیا کہ آج اس نصرانی کی آپ خبر لیجیے۔ یہ بہت بڑھ چلا ہے۔ فوراً ہی اسکے خیال مین ایک بات آگئی اور آپ مستعد ہو گئے۔ آج ڈیو رنڈ جسوقت دربار پہونچا شیخ نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور کسی حیلہ سے سفیر صاحب کی کرسی کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ وہ آداب گاہ مین پہونچ کے مجرا اور ڈنڈوت بجا لایا۔ اور ادب سے پچھلے پاؤن ہٹتا ہوا اپنی کرسی کے قریب پہونچا۔ بیٹھنے کے لیے جھکا کہ شیخ نے پیچھے سے کرسی گھسیٹ لی اور سفیر صاحب انٹا چت۔

موسیو بارلیو دنیبو فرانسیسی سے یارانہ

شیخ کو تمام اہل دربار مین موسیو بارلیو دنیبو ایک فرانسیسی ملک التجار سے نہایت تعلق اور محبت تھی بارلیو بڑا ظریف اور شیخ کی ظرافت کو اس سے زیادہ کوئی نہین پسند کرتا تھا اور بڑی وجہ شیخ کو اسکے ساتھ یارانہ کی یہ تھی کہ وہ فرانس کے سنگھاڑے۔ اور رکھ کر کھین ہمیشہ شیخ کو کھلایا کرتا تھا مگر شیخ نے اپنے یار کو بھی نہ چھوڑا اور ایک دن بھرے دربار مین اسکی بُری گت بنائی واقعہ یہ ہے کہ موسیو بارلو اکبر کے لیے فرانس کی بنی ہوئی سُنہری لیس کٹھل کا مربہ۔ اندرسے کو لیان۔ لونگ چڑے کباب اور مٹر کے گدگدے۔ تحفہ مین لایا تھا۔ اکبر اعظم جسقدر عظیم الشان شہنشاہ تھا اتنا خلیق الاخلاق عمیم الاحسان بھی تھا۔ آسنے سب چیزین بکشادہ پیشانی قبول لین اور مربہ کی ایک ایک قاش تھوڑے تھوڑے گدگدے درباریون کو تقسیم کیے۔ شیخ جلی اپنا حصہ لے کے وہین نوش جان کرنے لگے موسیو برلو نے دیکھ کے کہا مرہ ذرا ہمکو بھی دو۔ شیخ نے مربہ کی قاش اسکی طرف بڑھائی اسکے ہاتھ اُٹھے ہوے تھے کہا منہ مین دیدو۔ شیخ اسکے منھ کے پاس لے گیا اُسنے منھ پھیلایا کہ شیخ نے جھٹ سے اپنے منھ مین قاش رکھ لی۔

دفع ہجر کی تدبیر

شیخ کی چار پائی مین بکثرت کھٹمل پیدا ہو گئے۔ گرم پانی کی

معمولی ترکیب پر اسکی طبیعت نہ لڑی - نہ کچھ مفید سمجھی مگر کٹھل ہین کہ سارا خون چوسے
لیتے ہین - شیخ نے ایک دن ذرا غور کیا - اور ایک ترکیب سمجھ مین آگئی -
چار تولہ سنکھیا خرید لایا - اور باریک پیس کے سوتے وقت تمام جسم مین اُسکا
اُبٹن مل لیا - اب کا لوٹ -

بدلا شیخ مبارک کے مرنے پر فیضی اور ابوالفضل نے حسب آئین اکبری بھنڈارا
کیا اور داڑھی موچھین منڈوا ڈالین - دونون بھائیونکا تقرب اور اکبر اعظم کی مرضی سے
اہل دربار کو بھی ڈارھی مونچھ منڈوانی پڑی - شیخ بھی انہین شریک تھے - مولانا
عبدالقادر بداونی - اور صدر جہان وغیرہ علمار نے البتہ مطلق انکار کیا
خیر بات گئی گزری ہوئی - مگر شیخ کو اسکا خیال ضرور رہا - سال بھر کے بعد
شیخ کی گائے مرگئی - اور آپ نے اپنی داڑھی مونچھ کا صفایا کیا سو کیا ہی
فیضی اور ابوالفضل کے بھی سر ہوگئے کہ ہم نے تمہارے باپ کے
سوگ مین بھنڈار کیا تھا - تم ہماری گئو ماتا کا بھنڈار کیون نہین کرتے
ہر چند دونون بھائیون نے فلسفہ بگھارا اور حکمت کے سارے رموز کھول کے
بیسیون دلیلین کین - مگر میرے شیر نے ایک نہ مانی - آخر اکبر تک یہ قصہ
پہونچا - اور راجہ بیربل دیوان ٹوڈرمل مہاراجہ مان سنگھ کچھواہہ نے تائید کی
دونون بھائیون کو داڑھی مونچھین گئو ماتا کے بھنڈار مین بھینٹ چڑھانا پڑین
تب جا کے شیخ نے دم لیا -

دروغ مصلحت آمیز شاہزادہ سلیم (جہانگیر) اکبر سے باغی ہوگیا - مریم مکانی
(اکبر کی ماں) الہ آباد گئین کہ لاڈلے پوتے کو منا لائین - وہ خبر پاتے ہی کشتیونکے
نواڑے مین بیٹھ کے بنگالہ چلدیا - مریم مکانی کو سخت رنج ہوا - اکبر کابل کی
مہم پر حکیم مرزا کے مقابلہ مین صف آرا تھا - اس خبر کو سنتے ہی بے چین ہوگیا -
ارکان دولت نے تدبیرون کے بادہوائی کبوتر اڑائے - مگر ایک نے بھی چھتری
پر جگہ نہ پکڑی - سب معطل - شیخ بھی ہمراہ رکاب تھے - بادشاہ کو زیادہ
متردد پا کے آپ نے بیڑا اٹھایا - کہ مین شہزادہ کو لے آؤنگا - اکبر نے کچھ سوار
ساتھ کیے اور شیخ جی روانہ ہوئے شہزادہ قلعہ بہار مین مقیم تھا کہ یہ پہونچ گئے

اور جاتے ہی فرزدہ سُنایا کہ اکبر اعظم حکیم مرزا کے مقابلہ مین مارا گیا - چلیے تخت سلطنت آپ کے لیے خالی ہے - شہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا - اور یلغار کر کے آگرہ پہونچا - اُدھر سے اکبر بھی حکیم مرزا کی مہم فیصل کر کے آگرہ مین پہونچگیا تھا - اس تدبیر سے باپ بیٹون مین ملاپ ہوگیا - اور شیخ کو بڑا انعام عطا ہوا -

شیطان پورہ | اکبر نے آگرہ مین کسبیون کے محلہ کا نام شیطان پورہ رکھا تھا - شیخ لہری بندے تھے - اُدھر بھی کبھی کبھی ہو نکلتے - اکثر سے یاد اللہ بھی ہوگئی تھی - لینے دینے کا سبق آپ نے نہین پڑھا تھا - جہان جاتے نایکہ بڑے بڑے الی یہ سنتے اور پی جاتے - ایک دن پتلی بائی کے کمرہ پر پہونچے - پان کھائے - الائچیان چکھین - اُٹھے تھے کہ نائکہ کو زینہ پر چڑھتے دیکھا - ادھر سے یہ اوترے بیچ مین ٹکر ہوئی - نائکہ ڈھلکتی پڑھکتی نیچے آرہی - اور شیخ نے پھر منھ پیک اُسکی اوپر تھوک کے خود ہی غل مچا دیا " نائکہ جی گرگئین سر پھوٹ گیا " پتلی بائی دوڑی دیکھا تو سر لہولہان - حالانکہ وہ حضرت شیخ کے اوگال کا رنگ تھا -

مخبری | اسی شیطان پورہ مین ایک بار شیخ جی راجہ بیربل کو بھری دیکے لے آئے راجہ بھی مہاتما گنوان پنڈت ہی نہ تھے - بلکہ شوقین مزاج بھی تھے - راجہ جی تو دیوی کے پوجا مین لگے ادھر شیخ بھاگے اور جاتے ہی اکبر سے جڑدی - اکبر نے بلا کے بُری گت بنائی اور بیربل کی بڑی فضیحتی ہوئی -

زنانہ بازار | اکبر کی ہزارون ایجادون مین زنانہ بازار بھی تھا - امرا شرفا کی عورتین بیٹیان اس بازار مین جمع ہوتین - دوکانین لگاتین - شاہی بیگمات خان وخوانین کی مستورات سودے کرتین - خریدار بنتین - بیربل خلوت کا یار تھا - اکبر اُسے چُرا چھپا کے جانے دیتا - شیخ کو خبر لگی - شوق ہوا - اور غصہ بھی آیا ہم نہ جائین بیربل جائے - دربار مین گئے تو روٹھے ہوئے پھیلائے بیٹھے ہین اکبر نے پہلے خیال بھی نہ کیا - جب ذرا غور سے حضرت شیخ کیطرف دیکھا تو سمجھ گیا آج کچھ دال مین کالا ہے - پاس بُلایا اُٹھے مگر کچھ بڑبڑاتے ہوئے حال پوچھا تو ارشاد ہوا - بیربل تو زنانے اور ہم نہین -

دھرم پورہ | بھوکے اشراف سے ڈرو | دھرم پورہ مین اکبر کی طرف سے ہندوون کے لیے

سدا برت جاری تھا - برہمن دیوتا رسوئی پرستے - اور وارد و صادر - غریب غربا - ہندو - جیتے دعائین دیتے - شیخ ایک دن ادھر سے نکلے ہوے تھے - دیکھا پنگھٹ جمی ہے - اور پتیلیان خالی ہو رہی ہین - مانگ کے کھانا ہین شان کے خلاف - گاے کا ہڈا پڑا تھا اُٹھا کے پنگھٹ مین پھینکدیا رام رام کرکے ہندو ادھر کھڑے ہوے - آپ نے ہنستے مارے بھیکھ چکھا کے چلتے بنے -

لطیفہ | اکبر نے امرا دربار کو چیلہ بنانا شروع کیا - بڑے بڑے گیانی پنڈت اور علماے دین بھی اسکے مرید ہوے - ڈنڈوت سجدہ - آفتاب کی پوجا سب کے لیے شرط تھی - شجرہ کیسا - اسکی جگہ بادشاہ کی تصویر دیجاتی تھی - شیخ اگرچہ ایسی تقلیدی باتون سے کوسون بھاگتے تھے مگر فیضی کا منتر چل گیا اور یہ بھی مونڈے گئے تصویر عنایت ہوئی - گھر مین رکھیں تو چور بیجائین - کھو جاے - قبا مین سامنے ٹانک دی - اور جسوقت جی چاہا درشن کرلیے - ع

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

لطیفہ | بادشاہ نے حکم دیا کہ بارہ مہینون کی خصوصیات قلمبند ہون - اور آئین مین داخل کیجائین بحکم - حکام میر فتح اللہ شیرازی - ابوالفضل - فیضی - راجہ ٹوڈرمل سبنے ملکے ہر مہینے کا زیچ قائم کرکے اسکے خواص معین کیے محرم - جاندار کو نہ ستاؤ - صفر بندے آزاد کرو - اسی طرح جمادی الثانی کو قرار پایا - بھر ایام مین نہ لاؤ - جب بادشاہ کے سامنے تعینات سنائے گئے شیخ جیلی بول اُٹھے - "جہان پناہ کیا جیتا مار ڈالون"

اپنی اپنی پسند | اکبر نے امرا کو کام تقسیم کیے مثلاً عبدالرحیم خان خانان - گھوڑون کی نگہداشت - راجہ ٹوڈرمل - ہاتھی اور غلہ - شریف خان بھیڑ بکری - ابوالفضل پشمینہ - غرض اسی طرح سب کے کام تھے - شیخ نے اپنی درخواست سے تمباکو کی لہرین گننے کا کام اپنے ذمہ لیا اور پورا کیا -

اللہ رے اطمینان | بدگمان لوگ اسے بزدلی سے تعبیر کرینگے مگر ہم ایسے بیوجہ شبہے نہین کرتے - واقعہ یہ ہے کہ خانزمان علی قلی خان اور اسکا بھائی بہادر

دونون بادشاہ باغی ہوگئے - لڑائیان ہوئین رن پڑے - اور وہ قابو مین نہ آئے - آخر جنگ مین اکبر خود معرکہ مین موجود تھا - گڑہ مانک پور پر میدان داری تھی - پہلے تو توپ بندوق چلتے رہے - تب تک اکبر کے ہاتھی کے پیچھے شیخ بھی ڈٹے تھے - آخر دست بدست کی نوبت آئی اور جنگ مغلوبہ ہونے لگی - ایک کو دوسرے کی خبر نہین - ہلڑ مچگیا - جب ہیرانند ہاتھی نے علی قلی خان کو چیر کے پھینکدیا - اور بہادر خان کو شہباز خان نے گرفتار کرلیا - لڑائی تھم گئی - میدان صاف ہوگیا - سردار اور خود بادشاہ اپنی اپنی جگہ پر پہونچے - مگر شیخ کا پتہ نہین - زندون - مردون سب مین تلاش ہوئی - پھون تو ملین - شام کو گولہ انداز نے توپ صاف کرنی چاہی - سمبہا ڈالتا ہی تو آگے نہین بڑھتا - اُسنے کھینچ لیا - ساتھ ہی شیخ جی آنکھین ملتے نکل آئے - بادشاہ کے سامنے حاضر کئے گئے حال پوچھا عرض کیا جب دست بدست لڑائی شروع ہوگئی مجھپر نیند نے بیحد غلبہ کیا - کہین جگہ نہ ملی - بادل گرج توپ مین سورہا -

بائیسکل آج ہر شہر مین بائیسکلون کی کثرت ہے - اسکی ایجاد کا بھی فخر شیخ جلی کو حاصل ہے - آگرہ مین وہ اکثر ایک بانس پر سوار ہوکے پھر اکرتا تھا اور نہایت تیز جاتا تھا - نیشب انڈریو نے اس سواری کو بہت پسند کیا - اور یورپ مین جاکے اسکی شہرت دی - مدت تک یہی سواری وہان مستعمل رہی مگر قاعدہ ہی ہر ایجاد مین زمانہ کی ضرورتون کے مطابق اصلاحین ہوتی رہتی ہین - رفتہ رفتہ بانس کی ہیئت کذائی یہ قرار پائی جو آج بائیسکلون مین دیکھتے ہو - اسمین اسمین تھوڑا سا فرق ہے -

تثلیث کی تردید پادری فرنگیون نے جب دربار اکبری مین ثالث ثلثہ پر دلیلین قائم کین - تمام علما ہکا بکا دنگ ہوگئے کسی کو جواب نہ سوجھا - شیخ جی آستین چڑھاکے سامنے آئے فرمایا - ایک تین - تین - نہ تین ایک - ہم اور تم اور یہ (فیضی کی طرف اشارہ کیا) تین ہین اور تین ہی رہین گے - ایک ہو نہین سکتے - اسیطرح تم اکیلے ایک ہو ہم دونون ایک ہوگئے تم نہین بن سکتے بات معقول تھی - پادری جیپ درسند ہوگئے

روپیہ نہ جانے ملا دوپیازہ جب پہلی بار شیخ کو دربار مین لے گئے تو پانچ اشرفیان

انکو دین کہ بادشاہ کو نذر دکھاتا۔ آپنے نذر پیش کی۔ بادشاہ نے ہاتھ بڑھا دیا
نذر لے۔ شیخ پیچھے ہٹا۔ اور ملا سے کہا "ارے غضب شرفیان لے ہی مرا تھا"

خاتمہ تمام زمانہ مین شیخ کی نمود ہو رہی ہی۔ کوئی ملک ایسا نہین جہان شیخ چلی کا
نام نہ لیا جاتا ہو جب کوئی خرق العادت کام کسی شخص کے ذہن مین آتا ہے اور
اہل روزگار اسکے نتایج پر غور نہین کرتے تو بادی النظر مین اس کام کو مشکل سمجھتے
ہین اور کہتے ہین "یہ تو شیخ چلی کے منصوبے ہین" اس سے ثابت ہی کہ شیخ کی تقلید
ہمیشہ عقلاے روزگار کرتے آئے ہین اور آج بھی دنیا کے دانشمند اسکی
پیروی اپنا فخر سمجھتے ہین اور ایسے ایسے منصوبے باندھا کرتے ہین جنکی بنیاد وہ عقلمند
رکھ گیا تھا۔ اسکے نقش قدم پر چلنے والے نہ صرف ایشیا مین بلکہ یورپ مین ہزارون
لاکھون آدمی موجود ہین جنہین ممبران پارلیمنٹ سے لے کر راہ چلتے فرد بھی اسکی
پیروی اپنا فخر جانتے ہین۔ ایشیا اور بخصوص ہندوستان مین اُسکے کمالات۔
خیالات کی بہت زیادہ داد دیجاتی ہی اور قدر کیجاتی ہی۔ درحقیقت ان لوگون
کے لیے اُسنے جو راستے کھولدیے اور جو نقش قدم چھوڑ گیا ہی۔ اسکی تعریف نہین
ہوسکتی عقلمندی اور حماقت کے بیچ مین جو عمیق سمندر واقع تھا۔ اسی باہمت
شیخ نے اُسے گھنگول ڈالا اور دونون کو اسطرح باہم آمیز کردیا۔ جس سے
اُسکی تمیز محال ہی کہ "آیا **شیخ چلی عقلمند تھا یا احمق**"

قطعہ تاریخ از مصنف

چھپے ہین قہقہے جو شوخیان ہین ہر حرف
ہے جو ہے سو فی المثل فرخندگی خندیدگی

سال تاریخش جو ہیگا ہاتف غیبی بگفت
شیخ چلی آگئے دنیا مین با سنجیدگی
۱۳۱۹ھ

خاص رعایت

ہمارے یہان سے دوسرے یا تیسرے مہینے مین ایک ایسی فہرست ناولون اور تاریخون وقصون کی جو کہ عام پسند ہوتے ہین اور جسمین لاہور و آگرہ و دہلی و لکھنؤ و بنارس کے ناول درج ہوتے ہین - اس فہرست مین نرخ ایسا ارزان لکھا جاتا ہی کہ آپکو دوسرا تاجر نہ دے سکے گا آپکو ایکدفعہ دوسرے تاجرون کی فہرست منگواکر مقابلہ کرنا چاہئے جس سے آپکو بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ ہم سے سستی کتابین کوئی آپکو ہندوستان مین نہین بہم پہونچا سکتا - اگر آپکو کتب بینی کا شوق ہو تو آپ ہمارے یہان سے فہرست ضرور طلب فرمائیے مفت ارسال ہوگی - ۱۰۰۰! **افشائے راز یا پیاری الین** - ایک انگریزی ناول کا ترجمہ - یہ وہ درد انگیز فسانہ ہی جسکے لفظ لفظ سے حسرت ٹپک رہی ہی اور جسمین زمانہ کی رفتار اور ابنائے جنس کی سلوک کیا کچھ ایسے مزیدار پیرایہ مین بیان کی ہین کہ جی بے ساختہ عش عش کرنے لگتا ہی - قیمت عہ **قیصر** - یہ ناول ایک نہایت دلچسپ سچے فارسی کے قصہ سے ترجمہ کیا گیا ہی - بالکل درد و غم سے پُر و قیصر حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویرین - حسن کی لگاوٹین محبت کا بے نظیر نقشہ - قیمت ۴ر **جنگ جرمن و بلجیم** یا نوحۂ عشق - سنہ ۱۹۱۴ع کی مشہور و معروف جنگ کے ہولناک کارنامے ولیم و البرٹ کی نمایان اور جان توڑ جانفشانی کی کوششین قلعجات لیج و حصار آرنتھ کی زمین و آسمان کو لرزا دینے والی گولہ باری کی مؤثر سین وغیرہ وغیرہ قیمت عہ

"ورما کا منجن"

جسکی تصدیق کیمیاوی ترکیب کی مشہور و معروف ڈاکٹر ڈبلو آر سٹون کرسمارٹ سی اے آئی ای ایم فیلو آف رائل انسٹیٹیوٹ کیمسٹری لنڈن نے کی اسکے استعمال کا فائدہ - دانتون مین سردی کے سبب کیسا ہی درد ہو فوراً کافور کردیتا ہی - مسوڑا تر ہوجانا اور مسوڑون کا گوشت جدا ہونا اور گرم و سرد پانی لگنا اور منہ کی بدبو اور مسوڑھون کی تعفن کو دور کرتا ہی - گندہ دہنی کا نام نشان نہین رہنے دیتا ہے - دانتون کے سمو رگڑنے کو نافع ہی ملنے سے دانت سیاہ نہین ہوتی - زردی سیاہی میل وغیرہ دور کرتا ہی - دانتون کو مثل موتیون کے چمکیلا اور خوبصورت کردیتا ہی - زبان کی لکنت کو فائدہ بخشتا ہی - منہ کے مزے بدلنے و کسی بیماری کی وجہ سے ہونٹ پچکے کردیتا ہی رال اور مادہ فاسد کو خوب ٹپکاتا ہی - دانتون کی کھڑکھڑاہٹ کو بند کردیتا ہی - منہ کو خوشبودار معطر کردیتا ہی - پان کے چونے کے زخم کو بھر دیتا ہی - جبڑے اور بچھڑے کے ورم کو دور کرتا ہی - دانتون مین پانی نہین لگتا ہی اور سڑے ہوئے گوشت کو از سر نو درست کردیتا ہی - مسوڑھون کے پکجانے عصبی درد وغیرہ کے لئے نہایت سودمند ہی - دانت کی جڑون سے کیڑون کو نکالکر پھینکدیتا ہی اور آئندہ پیدا نہین ہونے دیتا ہی اسکے استعمال سے منہ کی کوئی بیماری نہین رہنے دیتا - قیمت ۱ر محصولڈاک ۴ر